تجلی المشکوٰۃ

تصنیف لطیف

مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی رضی اللہ عنہ

مکتبہ نبویہ ○ لاہور

قیمت نوے پیسے

زکوٰۃ کے تفصیلی اور محقق مسائل کا گنجینہ

تجلّی المشکوٰۃ لانارۃ اسئلۃ الزکوٰۃ

از

افادات

امام اہلسنت مجدد ملت اعلحضرت مولانا مفتی شاہ محمد احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ

باردوم ۵ ہزار (مطبوعہ:- ایورگرین پریس لاہور) بلاقیمت

Marfat.com

مسئلے ازگونڈہ بہرائچ محلہ چھاؤنی، مکان مولوی مشرف علی صاحب
مرسلۂ حضرت سید حسین حیدر میاں صاحب دامت برکاتہم

۱۳ ربجادی الاول
۱۳۰۷ھ

ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین لطف اللہ بہم اجمعین، ان مسائل میں۔

مسئلہ اولیٰ

زکوٰۃ بتدریج دی جائے یا یکمشت دینے میں کیا نقصان ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اگر زکوٰۃ پیشگی ادا کرتا ہے یعنی ہنوز حولان حول نہوا کہ وجوب ادا ہوجاتا خواہ یوں کہ ابھی نصاب نامی فارغ عن الحوائج کا مالک ہوئے سال تمام نہ ہوا یا یوں کہ سال گذشتہ کی دے چکا ہے اور سالِ رواں ہنوز ختم پر نہ آیا تو جب تک انتہائے سال نہو بلاشبہ تفریق وتدریج کا اختیار کامل رکھتا ہے جس میں اصلاً کوئی نقصان نہیں کہ حولانِ حول سے پہلے زکوٰۃ واجب الادا نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے شرط افتراض ادائھا حولان الحول وھو فی ملکہ تو ابھی شرع اس سے تقاضا ہی نہیں فرماتی یکمشت دینے کا مطالبہ کہاں سے ہوگا یہ پیشگی دینا تبرع ہے۔ ولا جبر علی المتبرع وھذا ظاھر جدا۔ اور اگر سال گزر گیا اور زکوٰۃ واجب الادا ہو چکی تو اب تفریق وتدریج ممنوع ہوگی بلکہ فوراً تمام وکمال زرِ واجب الادا ادا کرے کہ مذہب صحیح ومعتمد ومفتے بہ پر ادائے زکوٰۃ کا وجوب فوری ہے جس میں تاخیر باعثِ گناہ۔ ہمارے ائمۂ ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کی تصریح ثابت رواہ الفقیہ ابوجعفر عن الامام الاعظم وذکرہ ابو یوسف فی الامالی کما فی الخلاصۃ وفی منتقی الامام ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم

marfat.com
Marfat.com

الشہید رحمہ اللہ تعالیٰ علی ما نقل القہستانی عن المحیط انہ علی الفور عندہما وعن محمد لا تقبل شہادۃ من اخرہ فہذا ظاہر فی انہ ہو المذہب المروی عن الشیخین فی ظاہر الروایۃ۔ فتح القدیر میں ہے یلزم بتاخیرہ من غیر ضرورۃ الاثم کما صرح بہ الکرخی والحاکم الشہید فی المنتقی وہو عین ماذکرہ الفقیہ ابو جعفر عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ یکرہ ان یؤخرہا من غیر عذر فان کراہۃ التحریم ہی المحمل عند الاطلاق اسمہا عندہم وکذا عن ابی یوسف وعن محمد ترد شہادتہ بتاخیر الزکوٰۃ لان الزکوٰۃ حق الفقراء فقد ثبت عن الثلثۃ وجوب فوریۃ الزکوٰۃ اھ ملخصاً فتاوی امام قاضی خاں میں ہے ہل یأثم بتاخیر الزکوٰۃ بعد التمکن ذکر الکرخی انہ یاثم وہکذا ذکر الحاکم الشہید فی المنتقی وعن محمد ان من اخر الزکوٰۃ من غیر عذر لا تقبل شہادتہ وروی ہشام عن ابی یوسف لا یاثم اھ ملخصاً

قلت فقد قدم التاثیم وما یقدمہ فہو الراجح الاظہر الاشہر عندہ کما نص علیہ بنفسہ ویکون ہو المعتمد کما صرح بہ الطحطاوی والشامی وغیرہما وکذا قدمہ فی الہدایۃ و الکافی۔ فتاوی عالمگیریہ میں ہے یجب علی الفور عند تمام الحول حتی یاثم بتاخیرہا من غیر عذر وفی روایۃ الرازی علی التراخی حتی یاثم عند الموت والاول اصح کذا فی التہذیب جواہر اخلاطی میں ہے یجب الزکوٰۃ علی الفور حتی یاثم بتاخیرہ بلا عذر وقیل علی التراخی والاول اصح اھ ملخصاً مجمع الانہر میں ہے قال محمد لا تقبل شہادۃ من لم یؤد زکوٰۃ وہذا یدل علی الفور کما قال الکرخی وعلیہ الفتوی۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے (وقیل فوری) ای واجب علی الفور (وعلیہ الفتوی) کما فی شرح الوہبانیۃ (فیاثم بتاخیرہا) بلا عذر (وترد شہادتہ) لان الامر بالصرف الی الفقیر معہ قرینۃ الفور وہی انہ لدفع حاجتہ وہی معجلۃ فمتی لم تجب علی الفور لم یحصل المقصود من الایجاب علی وجہ التمام وتمامہ فی الفتح اھ **اقول** فاذا کان ہذا ہو قضیۃ الدلیل والالصق بمقصد الشرع الجلیل وہو الاحوط

Marfat.com

فی الدین والادفع لکید الشیاطین والانفع لفقراء المسلمین وقد جزم بہ المولی فقیہ النفس
قاضی الامۃ وصححہ من سیاتی من کبار الائمۃ وقد ثبت عن ساداتنا الثلثۃ مالکی
الازمۃ وقد نص کثیرون ان علیہ الفتوی معلوم ان ھذا اللفظ آکد واقوی فعلیہ
فلیکن التعویل والاعتماد وان حکی التراخی ایضا عن الثلثۃ الامجاد وصححہ الباقلانی
والتاتارخانی **بل** قال المولی المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر ما ذکر ابن شجاع
من اصحابنا ان الزکوٰۃ علی التراخی یجب حملہ علی ان المراد بالنظر الی دلیل الافتراض
ای دلیل الافتراض لا یوجبھا وھو لا ینفی وجود دلیل الایجاب اھ قال العلامۃ السید
احمد المصری فی حاشیۃ الدر المختار اختار الکمال ان الزکوٰۃ فریضۃ وفوریتھا
واجبۃ ویصلح ھذا توفیقا بین القولین اھ **قلت** وقد ظھر لی التوفیق بان
من قال بالتراخی فمرادہ ان وقتہ العمر فتکون اداء متی ادی وان اثم بالتاخیر ومن
قال بالفور اراد انہ یاثم بالتاخیر وان لم یصر بہ قضاء ولا بدع فی ذلک فان الحج
فوری علی الراجح مع الاجماع علی انہ لو تراخی کان اداء ونظیرہ سجدۃ التلاوۃ
وجوبھا فوری عند ابی یوسف ومتراخ عند محمد وھو المختار کما فی النھر والامداد
والدر المختار فاذا اداھا بعد مدۃ کان مؤدیا اتفاقا لا قاضیا کما فی النھر الفائق
وغیرہ **اقول** لکن یخدش التوفیقین ما قدمنا عن الخانیۃ حیث فرض المسئلۃ
فی التاثیم ونص روایۃ ھشام عن ابی یوسف لا یاثم فلا بد من ابقاء الخلاف و
ترجیح الراجح او یقال ان ھشاما انما سمع التراخی فنقل ھو او من روی عنہ بالمعنی
علی ما فھم فلعل فیہ بعدا یعرف وینکر فلیتدبر واللہ تعالیٰ اعلم۔ بلکہ ہمارے بہت
ائمہ نے تصحیح فرمائی کہ اس کی ادا میں دیر کرنے والا مردود الشہادۃ ہے یہی منقول ہے
محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے کما عن الفتح والخانیۃ ومجمع الانہر
ومثلہ فی خزانۃ المفتین وفی شرح النقایۃ عن المحیط وفی جواھر الاخلاطی وبہ جزم

marfat.com
Marfat.com

فی التنویر والدر کما سمعت ونقل الامام الغامی وصاحب المضمرات شرح القدوری والطحطاوی والشامی وغیرہم عن الامام قاضی خان ان علیہ الفتوی بہ اخذ الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ **اقول** وقول من قال ترد شہادتہ یؤیدنا کما لایخفی ومن قال لا فقولہ لایخالفنا اذ لیس کل ما یترجح فیہ الاثم وان صغیرۃ مما یرد بہ الشہادۃ کما لیس یخفی علی من طالع کتاب الشہادۃ اور شک نہیں کہ تدریج میں اگر کل کی تاخیر نہ ہوتی تو بعض کی ضرور ہوگی حالانکہ اس پر واجب تھا کہ کل مطالبہ فی الفور ادا کرے لان الایجاب الفوری انما ہو للکل لا البعض وھذا ظاہر جدا **ثم** فی معنی الفور ھھنا بحث للعلامۃ الشامی قدس سرہ السامی حیث قال قولہ فیأثم بتاخیرھا الخ ظاہرہ الاثم بالتاخیر ولو قل کیوم او یومین لانہم فسروا الفور باول اوقات الامکان وقد یقال المراد ان لایؤخر الی العام القابل لما فی البدائع عن المنتقی بالنون اذا لم یؤد حتی مضی حولان فقد اساء واثم اھ فتامل اھ **اقول** لایخفی ان ھذا القول المحتمل منقول فی عامۃ الکتب بلفظ الفور وعدم التاخیر وانما معناہ کما نصوا علیہ وافد تم انتم ھو الاتیان فی اول اوقات الامکان فالتقیید بعدم التاخیر عاما تغییر لا تفسیر ویظہر لی ان قضیۃ الدلیل ایضا تخالفہ فان العلماء کالامام فقیہ النفس والامام المحقق علی الاطلاق والامام حسین بن محمد السمعانی صاحب خزانۃ المفتین والعلامۃ برھان الدین ابی بکر بن ابراھیم الحسینی صاحب جواھر الاخلاطی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ ذکروا التعلیل تفرقۃ محمد بایجاب الزکوٰۃ علی الفور والحج متراخیا بان الزکوٰۃ حق الفقراء فیأثم بتاخیر حقہم بخلاف الحج فانہ خالص حق المولی سبحانہ وتعالیٰ وانت تعلم ان حق العبد بعد وجوب الاداء والتمکن منہ لایتاخر اصلا الاتری ان الاجل اذا حل فمطل الغنی ظلم وان قل وکذا ما حقق المولی المحقق حیث اطلق من ان صح النص

Marfat.com

قرینۃ الفور وھو الشرع لدفع حاجۃ الفقراء وھی معجلۃ یدل علی الفور الحقیقی ولا یتفاوت التسویف بعام و اعوام فی عدم حصول المقصود علی وجہ التمام لاجرم ان قال فی مجمع الانھر بعد ذکرہ الفتوی علی فوریۃ الزکوٰۃ معنی یجب علی الفور انہ یجب تعجیل الفعل فی اول اوقات الامکان اھ وقد سمعت نص الخانیۃ اذ قال ھل یاثم بتاخیر الزکوٰۃ بعد التمکن الخ وقال فی خزانۃ المفتین یاثم بتاخیر الزکوٰۃ بعد التمکن ومن اخر من غیر عذر لا تقبل شھادتہ لان الزکوٰۃ حق الفقراء فیاثم بتاخیر حقھم اھ ملخصاً فھذہ نصوص صرائح وما فی المنتقی مفھوم والصریح مقدم علی المفھوم مع انہ ھو الذی یقضی بہ الدلیل فحق ان یکون علیہ التعویل نعم لا عذر فی تقیید رد الشھادۃ بمرور المدۃ فان دلیل الفور ظنی والثابت بہ الوجوب فترکہ صغیرۃ لا ترد بہ الشھادۃ الا بعد الاصرار ولا بد لذلک من مرور مدۃ کما افادہ البحر فی البحر فی مسئلۃ تاخیر الحج واللہ تعالیٰ اعلم - پھر بعد وجوب اداتدریج کی مضرت اظہر من الشمس کہ مذہب صحیح پر ترک فور کرتے ہی گنہگار ہوگا اور مذہب تراخی پر بھی تدریج نامناسب کہ تاخیر میں آفات ہیں وقال تعالیٰ سارعوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وقال تعالیٰ فاستبقوا الخیرات ظاہر ہے کہ وقت موت معلوم نہیں ممکن کہ پیش از ادا آجائے تو بالاجماع گنہگار ہوگا فان کل موسع یتضیق عند الموت کما نصوا علیہ ولذا صرح القائلون بتراخی الوجوب انہ یاثم عند الموت کما قدمنا اسی طرح تدریج میں اور دقتیں بھی محتمل کما لا یخفی علی خادم لفقہ - اور مالی وجانی حوادث سے محفوظ بھی رہا تو نفس پر اعتماد کیسے ہے فان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم ممکن کہ بہکائے اور آج جو قصد ادا ہے کل یہ بھی نہ رہے سیدنا وابن سیدنا امام ابن الامام کریم ابن الکرام حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قبائے نفیس بنوائی، طہارت خانے میں تشریف لے گئے وہاں خیال آیا کہ اسے راہِ خدا میں دیجئے فوراً

marfat.com

Marfat.com

خادم کو آواز دی، قریب دیوار حاضر ہوا، حضور نے قبائے معلٰے اتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آ۔
جب باہر رونق افروز ہوئے خادم نے عرض کی اس درجہ تعجیل کی وجہ کیا تھی فرمایا کیا معلوم ، کہ باہر آتے آتے نیت میں فرق آ جاتا۔ سبحان اللہ یہ ان کی احتیاط ہے جو اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ کی آغوش میں پلے اور اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ کے دریا میں نہائے دُھلے صلی اللہ تعالٰی علٰی ابیھم الکریم الاکرم وعلیھم اجمعین و بارک وسلم۔ پھر ہم کہ سخرۂ دست شیطان ہیں کس امید پر بے خوف و مطلق العنان ہیں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ میرے نزدیک چند باتیں لوگوں کو تدریج پر حامل ہوتی ہیں کبھی یہ خیال کہ الاہم فالاہم میں صرف کریں یعنی جس وقت جس حاجتمند کو دینا زیادہ مناسب سمجھیں اُسے دیں۔ کبھی یہ، کہ سائل بکثرت آتے ہیں یہ چاہتا ہے مال زکوٰۃ ان کے لیے رکھ چھوڑے کہ وقتاً فوقتاً دیا کرے کبھی بمشت دینا ذرا نفس پر بار ہے اور تھوڑا تھوڑا نکلتا جائے گا تو معلوم نہ ہوگا۔ جنہیں یہ خیال ہو اُن کے لیے یہی راہ ہے کہ زکوٰۃ پیشگی دیا کریں مثلاً ماہ مبارک رمضان میں ان پر حولان حول ہوتا ہے تو رمضان ۵ھ کے لیے شوال ۴ھ سے دینا شروع کریں اور ختم سال تک بتدریج حسب رائے و مصلحت دیتے رہیں کہ اس میں اُن کے مقاصد بھی حاصل ہوں گے اور تدریج مذموم و ممنوع سے بھی بچیں گے واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

Marfat.com

مسئلہ ثانیہ

زید کے پاس زیور ہے وہ اسکی زیرِ زکوٰۃ دیتا ہے آئندہ کو زیور زیادہ ہو تو کس حساب سے زکوٰۃ زیادہ کیا جائے بینوا توجروا۔

الجواب شریعت مطہرہ نے سونے چاندی کی نصاب پر کہ حوائج اصلیہ سے فارغ ہو خواہ وہ روپیہ اشرفی ہو یا گہنا یا برتن یا ورق یا کوئی شے حولان حول قمری کے بعد چالیسواں حصّہ زکوٰۃ میں مقرر فرمایا ہے۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے اور چاندی کا ساڑھے باون تولے پھر نصاب کے بعد جو کچھ نصاب مذکور کے پانچویں حصّہ تک نہ پہنچے معاف ہے اس پر کچھ واجب نہیں ھذا ھو مذھب صاحب المذھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو الصحیح کما فی التحفۃ ثم مجمع الانھر جب خمس کامل ہو جائے اُس پر پھر اس خمس کا چالیسواں حصّہ فرض ہوگا یوں ہی ایک خمس سے دوسرے تک عفو اور ہر خمس کامل پر اس کا رُبع عشر مثلاً ایک شخص کے پاس ۷۔ تولہ سونا ہے اس پر ۲ ماشہ سونا زکوٰۃ میں دینا ہے اور اگر ۱۰ تولہ سے کم اس پر زائد ہے مثلاً ایک رتی کم ۹ تولہ ہے جب بھی وہی ۲ ماشہ ۲ سرخ واجب ہے یہ رتی کم ۱۰ تولہ معاف ہے ہاں اگر پورا ۱ تولہ ۶ ماشہ تولہ کہ خمس نصاب ہے اور ہو تو اس کا بھی ربع عشر یعنے ۳ ۳/۵ سرخ اور واجب ہوگا کل ۹ تولہ پر ۲ ماشہ ۵ ۳/۵ سرخ ہے پھر ۱۰ تولہ پورے ہونے تک کچھ نہ بڑھے گا جب ۱۰ تولہ ۶ ماشہ کامل ہو وہی ۳ ۳/۵ سرخ اور بڑھ کر ۳ ماشہ ۱/۵ سرخ واجب الادا ہوگا وعلیٰ ھذا القیاس۔ اسی طرح جس کے پاس ۵۲ تولہ ۶ ماشہ چاندی ہے اس پر ۱ تولہ ۳ ماشہ ۶ سرخ چاندی واجب ہے اور جب تک ۱۰ تولہ چاندی کہ خمس نصاب ہے نہ بڑھے یہی واجب رہے گا جب ۶۳ تولہ کامل ہو جائے تو اس ۱۰ تولہ کا ۱/۴۰ یعنی ۳ ماشہ ۱ ۱/۵ سرخ اور زائد ہو کر ۱ تولہ ۶ ماشہ ۷ ۱/۵ سرخ دینے ہونگے پھر ۷۳ تولہ ۶ ماشہ کے قریب تک یہی دینا ہے جب ۷۳۔ تولہ پورے ہوں تو وہی ۱/۴۰ کا

بلہ اضافہ ہوکر ۱ تولہ ۱۰ ماشہ ۵½ سرخ کا وجوب ہوگا وعلیہ قس درمختار میں ہے نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل والمعتبر وزنهما اداءً ووجوبًا لاقيمتهما واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا اوحليًا مطلقا مباح الاستعمال اولا ربع عشر وفي كل خمس بضم الخاء بحسابه ففي كل اربعين درهما درهم وفي كل اربعة مثاقيل قيراطان ومابين الخمس الى الخمس عفو وقالا مازاد بحسابه وهي مسئلة الكسور اھ ملخصًا پھر جو شخص مالکِ نصاب ہے اور ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ سال کے اندر ہی کچھ اور مال اسی نصاب کی جنس سے خواہ بذریعۂ ہبہ یا میراث یا شرا یا وصیت یا کسی طرح اس کی مِلک میں آیا تو وہ مال بھی اصل نصاب میں شامل کرکے اصل پر سال گزرنا اُس سب پر حولان حول قرار پائے گا اور یہاں سونا چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس ہیں خواہ اُن کی کوئی چیز ہو اور مالِ تجارت بھی انہیں کی جنس سے گنا جائے گا اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اُس پر زکوٰۃ یوں ہی آتی ہے کہ اُس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگاکر انہیں کے نصاب سے دیکھی جاتی ہے تو یہ سب مال زر وسیم ہی کی جنس سے ہیں اور وسطِ سال میں حاصل ہوئے تو ذہب وفضہ کے ساتھ شامل کردئے جائیں گے بشرطیکہ اس کے ملانے سے کسی مال پر سال میں دوبار زکوٰۃ نہ لازم آئے پھر ملانے کے بعد عفو و ایجاب کے وہی احکام ہیں جو اوپر گزرے۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم ۱۳ھ کو ۳۰ تولے سونے کا مالک ہوا اور اُس کے سوا جنس زر وسیم سے اور کوئی چیز اُس کی مِلک نہیں تو اُس پر ۹ ماشہ سونا زکوٰۃ میں فرض ہے کہ سلخ ذی الحجہ ۱۳ھ کو واجب الادا ہوگا۔ ہنوز سال تمام نہ ہوا کہ ۱۵ یکم رجب کو ایک تولہ اور یکم ذی الحجہ کو دو تولہ سونا اسے اور ملا۔ اب کل ۳۳ تولہ سونا ہوگیا تو سلخ ذی الحجہ کو اس مجموع کی زکوٰۃ ۹ ماشہ ۵½ سرخ سونا واجب الادا ہوگا۔ گویا اس سب پر سال گزر گیا۔ اگرچہ واقع میں اس ایک تولے کو صرف ۵ مہینے اور ان ۲ تولے کو ایک ہی مہینہ گزرا ہے اور اگر اس تولہ بھر کے بعد اور نہ ملا کہ سالِ تمام پر صرف ۳۱ تولہ تھا تو وہی ۹ ماشہ واجب رہیں گے کہ نصاب کے بعد خمس پورا ہونے تک زیادت معاف ہے اسی طرح اگر تین تولہ سونا تو نہ ملا مگر ۲۰ ذی الحجہ کو اُس نے اپنی زمین یا غلّے یا اثاث البیت کے عوض اس قدر مالِ تجارت خریدا جس کی

Marfat.com

قیمت ۲ تولے سونے تک پہنچی تو اگرچہ اسے ملک میں آئے ابھی دس ہی دن گزرے مگر مجموع ۳۲ تولے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ہاں اگر اس کے پاس مثلاً ایک نصاب بکریاں اور ایک دراہم کی تھی اس نے دراہم کی زکوٰۃ ادا کردی اور اُن کے عوض اور بکریاں لیں ان نئی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار کیا جائے گا اگلی بکریوں سے ضم نہ کریں گے کہ آخر یہ اُسی روپے کے بدل ہیں جس کی زکوٰۃ اس سال کی بابت ادا ہوچکی اب اگر انہیں نصاب شاۃ میں ملاتے ہیں تو ایک مال پر ایک سال میں دو بار زکوٰۃ لازم آئی جاتی ہے اور یہ جائز نہیں۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے المستفاد ولوبھبۃ (اوشراء اومیراث او وصیۃ اھ ش) وسط الحول یضم الی نصاب من جنسہ (مالم یمنع منہ مانع وھوالثنی المنفی بقولہ صلی اللہ تعالی علیہ ولاثنی فی الصدقۃ اھ ش) فیزکیہ بحول الاصل ولوادی زکوٰۃ نقد ثم اشتری بہ سائمۃ لاتضم (الی سائمۃ عندہ من جنس السائمۃ التی اشتراھا بذٰلک النقد المزکی ای لایزکیھا عند تمام حول السائمۃ الاصلیۃ عند الامام للمانع المذکور اھ ش) اھ بالتلخیص وفی ش ایضًا احد النقدین یضم الی الآخر وعروض التجارۃ الی النقدین للجنسیۃ باعتبار قیمتھا بحر اھ ملخصًا واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

marfat.com
Marfat.com

مسئلہ ثالثہ

اگر آئندہ زیور کم ہو جائے تو کس حساب سے کمی کی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب زکوٰۃ صرف نصاب ہیں واجب ہوتی ہے نہ عفو میں مثلاً ایک شخص آٹھ تولے سونے کا مالک ہے تو ۲ ماشہ سونا کہ اُس پر واجب ہوا وہ صرف ۷ تولے کے مقابل ہے نہ پورے آٹھ تولے کے کہ یہ چھ ماشہ جو نصاب سے زائد ہے عفو ہے یوں ہی اگر ۱۰ تولہ کا مالک ہو تو زکوٰۃ صرف ۹ تولہ یعنی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس کے مقابل ہے دسواں تولہ معاف۔ ملتقی الابحر میں ہے الزکوٰۃ تتعلق بالنصاب دون العفو فلو هلك بعد الحول اربعون من ثمانين شاة تجب شاة كاملة اھ ملخصاً درمختار میں ہے لا في عفو وهو ما بين النصب في كل الاموال پس اگر نقصان مقدار عفو سے تجاوز نہ کرے یعنی اسی قدر مال کم ہو جائے جتنا عفو تھا مثلاً مثال اوّل میں ۶ ماشہ اور دوم میں ایک تولہ جب تو اصلاً قابل لحاظ نہیں کہ اس قدر پہ تو پہلے بھی زکوٰۃ نہ تھی کل واجب بمقابلہ مال باقی تھا وہ اب بھی باقی ہے تو زکوٰۃ اُسی قدر واجب اور کمی نظر سے ساقط کما مثل له فی المنتقی اور اگر مقدار عفو سے متجاوز ہو یعنی اُس کے باعث کسی نصاب میں نقصان آئے خواہ یوں کہ مال میں جس قدر عفو تھا نقصان اُس سے زائد کا ہوا جیسے امثلہ مذکورہ میں دو تولے یا یوں کہ ابتدائً مال صرف مقادیر نصاب پر تھا عفو سرے سے تھا ہی نہیں جیسے ۱۵ یا ۳۰ یا ۱۵۰ تولے سونا کہ اس میں سے رتی چاول جو کچھ گھٹے گا کسی نہ کسی نصاب میں کمی کرے گا ایسا نقصان دو حال سے خالی نہیں یا حولان حول سے پہلے ہے یا بعد **برتقدیر اول** دو حال سے خالی نہیں یا تو سال تمام بہ رقم نصاب پہلے پیشین پھر پوری ہو گئی یا نہیں اگر پوری ہو گئی تو یہ نقصان بھی اصلا

Marfat.com

نقصان نہ ٹھہرے گا اور اُس مجموع رقم پر حولان حول سمجھا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص یکم محرم ۱۳۰۰ھ کو پندرہ تولہ سونا کا مالک تھا بعدہ اس میں سے کسی قدر قلیل خواہ کثیر ضائع ہوگیا یا صرف کر دیا یا کسی کو دے ڈالا اور تھوڑا سا اگرچہ بہت خفیف باقی رہا پھر جس قدر کم ہوگیا تھا سلخ ذی الحجہ سے پیشتر اگرچہ ایک ہی دن پہلے پھر آگیا تو پورے پندرہ تولہ یعنی دو نصاب کامل کی زکوٰۃ دینی ہوگی کہ ایک مثقال سونا ہے یوں ہی اگر مثلاً آٹھ تولے سونے کا مالک ہے اور وسط میں تولہ بھر گھٹ گیا کہ نصاب بھی پوری نہ رہی ختم سال سے پہلے چھ سات ماشے مل گیا تو وہی زکوٰۃ تمام وکمال لازم آئے گی کہ چھ ماشے جو عفو تھا جس طرح اُس کے ہلاک کا اعتبار نہیں یوں ہی بعد ہلاک اس کا عود درکار نہیں صرف اس قدر چاہیئے کہ شروع سال میں ایک یا زائد جتنی نصابوں کا مالک ہوا تھا ختم سال پر وہ نصابیں پوری ہوں تو جس قدر زکوٰۃ کا وجوب بحالتِ استمرار ہوتا اُسی قدر پوری واجب ہوگی اور نقصان درمیانی پر نظر نہ کی جائے گی ہاں اتنا ضرور ہے کہ اصل مال سے کوئی پارہ محفوظ رہے سب بالکل فنا نہ ہو جائے ورنہ مِلک اوّل سے شمار سال جاتا رہے گا اور جس دن مِلک جدید ہوگی اُس دن سے حساب کیا جائے گا مثلاً یکم محرم کو مالک نصاب ہوا صفر میں سب مال سفر کر گیا۔ ربیع الاوّل میں پھر بہار آئی تو اُسی مہینہ سے حول گنیں گے حساب محرم جاتا رہے گا۔ درمختار میں ہے شرط کمال النصاب فی طرفی الحول فی الابتداء للانعقاد وفی الانتہاء للوجوب فلا یضر نقصانہ بینہما فلو ھلک کلہ بطل الحول ردالمحتار میں ہے فان وجد منہ شیئا قبل الحول ولو بیوم ضم وزکی الکل اُسی میں ہے قولہ ھلک کلہ ای فی اثناء الحول بطل الحول حتی لو استفاد فیہ غیرہ استانف لہ حولا جدیدا اور اگر یہ نقصان مستمر رہا یعنی ختم سال پر وہ نصابیں پوری نہ ہوئیں تو اس وقت جس قدر موجود ہے اتنے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور وہی احکام حساب نصاب ۱۱ نصاب ۱۲ لحاظ عفو کے اس قدر موجود پر جاری ہوں گے جو جاتا رہا گویا تھا ہی نہیں

marfat.com
Marfat.com

کہ حولانِ حول اسی مقدار پر ہوا حتی کہ اگر یہ مقدار نصاب سے بھی کم ہے تو زکوٰۃ راساً ساقط وذالک لان الحولان شرط الوجوب فاذا نقص عن النصاب لم یجب شیٔ و الاوجیب فیما حال علیہ الحول حدیث میں ہے حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا زکوٰۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول اخرجہ ابن ماجۃ عن امّ المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا حاشیۂ شامی میں ہے لو استھلکہ قبل تمام الحول فلا زکوٰۃ علیہ لعدم الشرط **برتقدیر ثانی** یعنی جب مال پر سال گزر گیا اور زکوٰۃ واجب الادا ہوچکی اور ہنوز نہ دی تھی کہ مال کم ہوگیا یہ تین حال سے خالی نہیں کہ سبب کمی استہلاک ہوگا یا تصدق یا ہلاک۔ استہلاک کے یہ معنی کہ اُس نے اپنے فعل سے اُس رقم سے کچھ اتلاف کیا صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا کسی غنی کو ہبہ کر دیا اور یہاں تصدق سے یہ مراد کہ بلانیت زکوٰۃ کسی فقیر محتاج کو دے دیا اور ہلاک کے یہ معنی کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع وتلف ہوگیا مثلاً چوری ہوگئی یا زر وزیور کسی کو قرض و عاریت دئے وہ مُکر گیا اور گواہ نہیں یا مرگیا اور ترکہ نہیں یا مال کسی فقیر پر دین تھا مدیون محتاج کو ابرا کر دیا کہ یہ بھی حکم ہلاک میں ہے اب **صورت اولیٰ** یعنی استہلاک میں جس قدر زکوٰۃ سال تمام پر واجب ہولی تھی اُس میں سے ایک حبہ نہ گھٹے گا یہاں تک کہ اگر سارا مال صرف کر دے اور بالکل نادار محض ہوجائے تاہم قرض زکوٰۃ بدستور ہے۔ سراجیہ و نہایہ وغیرہما میں ہے لو استھلک النصاب لا یسقط نہر الفائق و حاشیۂ طحطاوی میں ہے لو وھب النصاب لغنی بعد الوجوب ضمن الواجب وھو اصح الروایتین محیط سرخسی و عالمگیریہ میں ہے فی روایۃ الجامع یضمن قدر الزکوٰۃ وھو الاصح اور **صورت ثانیہ** یعنی تصدق میں اگر نذر یا کفارے یا کسی اور صدقۂ واجبہ کی نیت کی تو بالاتفاق اس کا حکم بھی مثل استہلاک ہے یعنی زکوٰۃ سے کچھ ساقط نہ ہوگا جو دیا اور جو باقی رہا سب کی زکوٰۃ لازم آئے گی۔ درمختار میں ہے اذا نوی نذراً او واجباً

Marfat.com

آخر یصح ویضمن الزکوٰۃ اور اگر تطوع یا مطلق تصدق کی نیت تھی اور سب تصدق
کر دئے تو بالاتفاق زکوٰۃ ساقط ہوگئی۔ ہندیہ میں ہے من تصدق بجمیع نصابہ
ولا ینوی الزکوٰۃ سقط فرضہا عنہ وھذا استحسان کذا فی الزاھدی ولا
فرق بین ان ینوی النفل اولم تحضرہ النیۃ اور اگر بعض تصدق کئے تو امام
محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک جس قدر صدقہ کیا اُس کی زکوٰۃ ساقط اور باقی کی لازم۔
مثلاً دو سو درہم پر حولان حول ہوگیا اور زکوٰۃ کے پانچ درم واجب ہولئے اب اُس
نے سو درم للہ دے دئے تو ان سو کی زکوٰۃ یعنی ڈھائی درم ساقط ہوگئی صرف ڈھائی
دین رہے وھو روایۃ عن صاحب المذھب رضی اللہ تعالٰی عنہ کما فی الزاھدی والتتارخانیۃ
وغیرھما وعن الامام ابی یوسف ایضا کما فی القھستانی عن الخزانۃ **قلت**
وبہ جزم القدوری فی مختصرہ والسمعانی فی خزانۃ المفتین عن شرح
الطحاوی لما قال الاکمل روی ان الامام مع محمد فی ھذہ المسئلۃ قال
الطحطاوی عن ابی السعود عن شیخہ ان ھذا کالتصریح بارجحیتہ اھ و
قد نص فی القھستانی والھندیۃ اثرین عن الزاھدی انہ الاشبہ۔ مگر
امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک بعض کا تصدق مطلقاً مثل استہلاک ہے کہ کسی
نیت سے ہو اصلا زکوٰۃ سے کچھ نہ گھٹے گا تو صورت مذکورہ میں اگرچہ سو روپیہ خیرات
کر دئے زکوٰۃ کے پانچوں درم بدستور واجب رہے یہ مذہب زیادہ قوی و مقبول و
شایان قبول ہے **اقول** فقد اعتمدتہ عامۃ المتون کالوقایۃ والنقایۃ والکنز
والاصلاح والملتقی والتنویر وغیرھا حتی لم یتعرض کثیر منھم لخلافہ اصلا و
اقرھم علیہ الشروح کذخیرۃ العقبی والبرجندی وتبیین الحقائق والایضاح
ومجمع الانھر والدر المختار وغیرھا وقدمہ قاضی خان وابراھیم الحلبی فی
متنہ وھما لایقدمان الا الاظھر الاشھر الارجح کما نصا علیہ فی خطب الکتابین

marfat.com
Marfat.com

وكذا قدمه فى الخلاصة[13] ومعلوم ان التقديم يشعر بالاختيار كما فى كتاب الشركة من العناية والنهر والدر المختار واخر دليله فى الهداية[15] وهو لا يوخر الا دليل ما هو المختار عنده ليكون جوابا عن دليل ما تقدم واقره على هذا الاشارة المحقق[16] فى الفتح وكذا ذكر الزيلعى فى التبيين دليل القولين وشيد دليل ابى يوسف واجاب عن دليل محمد ونسب فى الايضاح والملتقى والدر المختار الخلاف لمحمد وهو تضعيف له كما عرف من محاوراتهم واقر الدر على ذلك الشامى[17] وقواه ببعض ما ذكرنا هنا وهو صنيع الملتقى وتقديم قاضى خان وتاخير الهداية فقد ترجح هذا **اولا** بتظافر عامة المتون عليه **وثانيا** بجلالة شان من اعتمدوه واقروه كالامام[1] فقيه النفس الذى قالوا فيه انه لا يعدل عن تصحيحه والامام[2] المحقق صاحب الهداية وعصريها الامام[3] صاحب الخلاصة والامام[4] النسفى صاحب الكنز والامام[5] برهان الدين محمود وحفيده الامام[6] صدر الشريعة والامام[7] المحقق حيث اطلق والامام[8] الفخر الزيلعى والعلامة[9] ابن كمال الوزير وهم جميعا من ائمة الاجتهاد بوجه اقرلهم بذلك علماء معتمدون ولا كذلك من عددنا فى القول الاول الا قدورى وشارح الطحاوى اما السمعانى فلم ار من اعترف له بذلك وابو السعود هذا ليس هو الامام المحقق علامة الوجود خاتمة المجتهدين محمد افندى مفتى الديار الرومية فانه متقدم على صاحب البحر المقدم على الشرنبلالى السابق على السيد ابى السعود هذا المتكلم على كتب الشرنبلالى تحشيا وتعليقا فتصحيح هؤلاء الجلة ولو التزاما لا يقاوم قول الزاهدى المجروح المطروح ان غيره اشبه ثم ما فيهم وفى من تبعهم من اعاظم المتاخرين من الكثرة كما علمت يقضى بترجيحه فانما العمل على الاكثر كما فى العقود الدرية وغيرهما **وثالثا** بقوة دليله كما يظهر بمراجعة التبيين وغيره **ورابعا** ان فرض تساوى القولين من

Marfat.com

جھۃ الترجیح فیترجح ھذا بانہ قول ابی یوسف کما عرف ذٰلک فی رسم المفتی **وخامسًا** بانہ الاحوط فان فیہ الخروج عن العھدۃ بیقین **وسادسًا** بانہ الانفع للفقراء وقد علم ان للعلماء بذٰلک اعتناءً عظیمًا فی الزکوٰۃ والاوقاف ھذا ما ظھر لی فانظر ماذا تری و اللہ تعالٰی اعلم رہی **صورت ثالثہ** یعنی ہلاک اس میں بالاتفاق کم یا بہت جس قدر تلف ہو بحساب اربعۂ متناسبہ اُتنے کی زکوٰۃ ساقط ہوگی اور جتنا باقی رہے اگرچہ نصاب سے بھی کم اُتنے کی زکوٰۃ باقی مثلاً دو سو بیس ۲۲۰ درم شرعی کا مالک تھا حولان حول کے بعد ۵ درم واجب الادا ہوئے ابھی نہ دیئے تھے کہ ۴۰ درم ہلاک ہوگئے تو اب نیم درم ساقط اور ۴۰ واجب کہ ۲۰ تو عفو تھے جن کے مقابل زکوٰۃ سے کچھ نہ تھا وہ تو بیکار گئے نصاب میں سے صرف ۲۰ گھٹے وہ نصاب کی عشر ہیں تو زکوٰۃ کا بھی دسواں حصّہ یعنی آدھا درم ساقط ہوگا باقی باقی، یا یوں دیکھ لیا کہ نصاب سے ۲۰ ہلاک ہوئے ہیں ان کا ۱/۴۰ نیم درہم ہے اسی قدر ساقط ہوگیا یا یوں خیال کرلیا کہ ایک سو اسّی ۱۸۰ باقی ہیں ان کا ۱/۴۰ ساڑھے چار ہیں اسی قدر واجب رہا تینوں حسابوں کا حاصل ایک ہے اور اگر صورت مذکورہ میں ۲۱ درم ضائع ہوتے ہیں تو زکوٰۃ سے درم کا صرف بیسواں حصّہ کہ کل واجب کا نصف عشر عشر یعنی ۱/۴۰ ہے ساقط ہوگا باقی ۴ ۱۹/۲۰ واجب کہ نصاب سے فقط ایک درم ہلاک ہوا ہے یہ نصاب کا ۱/۲۰۰ تھا اور اگر ۲۱۹ تلف ہوتے تو درم کا فقط ۱/۴۰ دینا آئے گا باقی ساقط کہ اسی حساب سے حصّۂ نصاب باقی ہے، و علی ہذا القیاس۔ درمختار میں ہے لا شیئ فی عفو ولا فی ھالک بعد وجوبھا لتعلقھا بالعین لا بالذمۃ وان ھلک بعضہ سقط حظہ ویصرف الھالک الی العفو ولا ثم الی نصاب یلیہ ثم وثم بخلاف المستھلک لوجود التعدی والتوی بعد القرض والاعارۃ ھلاک اھ ملتقطا ردالمحتار میں ہے والتوی ھھنا ان یجحد ولا بینۃ علیہ او یموت المستقرض لا عن ترکۃ اسی میں ہے

marfat.com
Marfat.com

من الاستهلاك مالو ابرأ مديونه الموسر بخلاف المعسر اه **اقول** وما اشار اليه في الدر
من الترتيب في الصرف الى النصب فهو مذهب سيدنا الامام الاعظم رضى الله تعالى
عنه خلافا للامام ابي يوسف رحمه الله تعالى فانه يصرف الهالك بعد العفو
الى جميع النصب شائعا ولكني لم ار من يذكره ههنا لان الكلام في الذهب والفضة و
ونفيهما لا ثمرة لهذا العدم تفاوت نصبها في الواجب اصلا فانه ربع العشر على الاطلاق
وانما تظهر في السوائم اما لاختلاف الواجب فيها باختلاف النصف فقد يكون شاة
وتارة بنت مخاض واخرى بنت لبون وهكذا فمن ملك ستة وثلثين من
الابل فهلك احدى عشرة فالواجب عند الامام بنت مخاض وعند الثاني ٢٥/٣٦ بنت
لبون اى خمسة وعشرون جزء من ستة وثلثين جزء من اجزاء بنت لبون و
اما لانعدام المثلية فيتصور تفاوت الحسابين كمن ملك مائتي شاة وشاة فالواجب
ثلث شياه هلكت منها ثمانون فالواجب عند الامام شاتان صرفا للهلاك الى اقرب
النصب وعند ابي يوسف ١٢١/٢٠١ ثلث شياه اى مائة واحد وعشرون جزء من مأتى
اجزاء وجزء من ثلث شياه ولا يجب ان يكون هذا كمثل شاتين ويظهر ذلك
عند التقويم فان دفع القيمة جائز في المزكوة قطعا فلنفرض ان شاة بسبعة و
ستين قرشا فقيمة الواجب عند الامام ١٣٤ قرشا وعند ابي يوسف ١٢١
وهكذا اما ههنا فالتعيين والشيوع سواء بلا تفاوت اصلا فان من
ملك مثلا ٤٤ مثقالا من ذهب فالواجب مثقال وقيراطان لان كل
مثقال عشرون قيراطا فاذا اهلك ٢٤ مثقالا مثلا وبقى ٢٠ فالواجب
على طريقة الامام نصف مثقال وعلى طريقة ابي يوسف ٥/١١ اى خمسة
اجزاء من احد عشر جزء من اجزاء مثقال وقيراطين فاذا
حسبنا حصل ٢٢ قيراطا فحصتها المذكورة عشرة قراريط وذلك

Marfat.com

نصف مثقال وکذا اذا ملک ۱۸ تولجۃ من ذہب وہو نصابان و خمسان فالواجب ۵ ماشہ ۳ ۱/۵ سرخ فاذا ملک ۳ تولجات مثلا بقی نصابان فالواجب علی طریقۃ الامام ۴ ماشہ ۴ سُرخ وعلی طریقۃ ابی یوسف ۵/۶ من الواجب الاول فاذا جعلنا الکل اخماس حبۃ کانت ۲۱۶ خمسا ناخذ منها ۵/۶ یحصل ۱۸۰ خمسا وہو ۴ ماشہ ۴ سرخ سواءً بسواء وان شککت فانظر الی ہذا العمل ۳۶) ۲۱۶ (۶ ثم اعلم ان ابراء المدیون الغنی ایضا قد یکون ہلاکا ماشہ ۳۶ (۱۸۰ (۵ وذلک اذا کان الدین ضعیفا وہو الذی لیس فی مقابلہ مال ۴) ۳۶ (۸ کالمهر والدیۃ وبدل الخلع

۳۲

۴ سرخ

وتمام الکلام علیہ فی رد المحتار۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

marfat.com

Marfat.com

مسئلہ رابعہ

سادات محتاجین کو زرِ زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں، بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں کہ خود مانگتے ہیں اور میں نے سنا ہے کہ علمائے رامپور نے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر میں نے اب تک یہ جرأت نہ کی، اس بارہ میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب زکوٰۃ سادات کرام و سائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمۂ ثلٰثہ بلکہ ائمۂ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالٰی میزان میں فرماتے ہیں اتفق الائمۃ الاربعۃ علی تحریم الصدقۃ المفروضۃ علی بنی ھاشم وبنی عبدالمطلب وھم خمس بطون اٰل علی واٰل العباس واٰل الجعفر واٰل العقیل واٰل الحارث بن عبدالمطلب ھٰذا من مسائل الاجماع والاتفاق اھ ملخصًا اوّل تا آخر تمام متون مذہب قاطبۃً بے شذوذ و شاذ و عامۂ شروح معتمدہ و فتاوائے مستندہ اس حکم پر ناطق اور خود حضور پر نور سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس باب میں وارد اس وقت جہاں تک فقیر کی نظر ہے بیس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس مضمون کی حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیں۔ حضرت سیدنا امام حسن مجتبٰے رضی اللہ تعالٰی عنہ روی عنہ **احمد و بخاری** ومسلم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روی عنہ الامام الطحاوی والحاکم وابونعیم وابن سعد فی الطبقات وابوعبید القاسم بن سلام فی کتاب الاموال وروی عنہ الطحاوی حدیثًا ثالثًا حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ روی عنہ احمد ومسلم والنسائی حضرت سلمان فارسی

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ ابن حبان والطحاوی والحاکم وابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ الشیخان ولہ عند الطحاوی حدیثان اخران حضرت انس[11] بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ البخاری ومسلم ولہ عند الطحاوی حدیث اخر حضرت معاویہ[13] بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ الترمذی والنسائی ولہ عند الطحاوی[14] حدیث اخر حضرت ابورافع[15] مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی والطحاوی وابن حبان وابن خزیمۃ والحاکم حضرت ہرمز[16] یاکیسان مولے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی عنہ احمد والطحاوی حضرت بریدۃ[17] اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہ اسحٰق بن راھویہ وابویعلے الموصلی والطحاوی والبزار والطبرانی والحاکم حضرت ابولیلی[18] رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوعمیرہ[19] رشید بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روی عنہما الطحاوی حضرت عبداللہ[20] بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن[21] بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقال صحابی حضرت عبدالرحمٰن[22] بن ابی عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علق عن الثلثۃ الترمذی حضرت ام[23] المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما روی عنہا الستۃ حضرت ام[24] المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روی عنہا احمد ومسلم حضرت ام[25] عطیہ رضی اللہ عنہا روی عنہا احمد والبخاری ومسلم اور بیشک اس تحریم کی علت ان حضرات عالیہ کی عزت وکرامت و نظافت وطہارت کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور گناہوں کا دھوون اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعلیل کی تصریح فرمائی کما فی حدیث المطلب عند مسلم وابن عباس عند الطبرانی وعلی[26] المرتضے عند الطحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اسی طرح عامۂ علما مثل امام ابوجعفر[1] طحاوی شرح معانی الآثار اور امام شمس[2] الائمہ سرخسی محیط اور امام صدر[3] شہید شرح جامع صغیر اور امام برہان[4] الدین فرغانی ہدایہ اور امام حافظ[5] الدین نسفی کافی اور امام فخر[6] الدین زیلعی تبیین اور امام سمعانی[7] خزانۃ المفتین

marfat.com

Marfat.com

اور علامہ[۸] یوسف چلپی ذخیرۃ العقبٰی اور محقق[۹] غزی منح الغفار اور مدقق[۱۰] علائی درمختار اور فاضل
رومی[۱۱] مجمع الانہر اور سید[۱۲] حموی غمز العیون اور ان کے غیر میں اس حکم کی یہی علت بیان فرماتے ہیں
اور شک نہیں کہ یہ علت تغیر زمانہ سے متغیر نہیں ہو سکتی تو دائماً ابدالبقاء حکم میں کوئی شبہہ
نہیں یہاں تک کہ جمہور علمائے کرام مثل امام[۱] ابو الحسن کرخی و امام[۲] ابو بکر جصاص و امام[۳] حسام الدین
عمر صدر شہید و امام[۴] علی بن ابی بکر مرغینانی صاحب ہدایہ و امام[۵] طاہر بخاری صاحب خلاصہ و
امام[۶] سغناقی صاحب نہایہ و امام[۷] نسفی صاحب کافی و امام[۸] زیلعی شارح کنز و امام[۹] حسین بن
محمد صاحب خزانہ و امام[۱۰] ہمام محمد بن الہمام صاحب فتح و علامہ[۱۱] اتقانی صاحب غایۃ البیان و
علامہ[۱۲] برجندی شارح نقایہ و علامہ[۱۳] زین بن نجیم صاحب اشباہ و بحر و علامہ[۱۴] عمر بن نجیم صاحب
نہر و علامہ[۱۵] ابراہیم حلبی صاحب ملتقی و علامہ[۱۶] محمد حصکفی صاحب در مختار و مصنفان[۱۷] اختیار
شرح مختار و فتاوٰی[۱۸] ہندیہ وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم بنی ہاشم کو مال زکوٰۃ سے عمل صدقات
کی اجرت لینا ناجائز ٹھہراتے ہیں حالانکہ یہ اغنیا کے لئے بھی روا کہ من کل الوجوہ زکوٰۃ نہیں
مگر آخر شبہہ زکوٰۃ ہے اور بنی ہاشم کی جلالت شان شبہہ لوث سے بھی براءت کی شایاں۔
تبیین الحقائق میں ہے استحقہ عمالۃ الا ان فیہ شبہۃ بدلیل سقوط الزکوٰۃ
عن ارباب الاموال فلا یحل للعامل الہاشمی تنزیھا لقرابۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
عن شبہۃ الوسخ وتحل للغنی لانہ لایوازی الہاشمی فی استحقاق الکرامۃ فلا تعتبر
الشبہۃ فی حقہم اھ ملخصا محیط و بحر و درر وغیرہا میں ہے زکوٰۃ ہاشمی کے غلام مکاتب کو
بھی جائز نہیں حالانکہ مکاتب اغنیا کے لئے حلال اور وجہ وہی کہ ملک مکاتب من وجہ ملک
مولی ہے اور یہاں شبہہ مثل حقیقت ردالمحتار میں ہے فی البحر عن المحیط وقد قالوا انہ
لایجوز لمکاتب ہاشمی لان الملک یقع للمولی من وجہ والشبہۃ ملحقۃ بالحقیقۃ فی حقہم
اھ ای ان المکاتب وان صار حرا یدا حتی یملک ما یدفع الیہ لکنہ مملوک رقبۃ ففیہ
شبہۃ وقوع الملک لمولاہ الہاشمی والشبہۃ معتبرۃ لکرامتہ بخلاف الغنی کما مر فی

Marfat.com

العامل فلذا اقید بقولہ فی حق بنی ہاشم اھ **بالجملہ** جب حدیث وہ اور فقہ یہ، پھر خلاف کی طرف راہ کہاں، اب جو صاحب جواز پر فتوٰی دیں اُن کا منشا غلط ایک مقدوح و مرجوح و مجروح روایت ہے جو ابوعصمہ نوح بن ابی مریم جامع نے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حکایت کی کہ ہمارے زمانے میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ روا ہے کہ بسبب حرمت مالِ غنیمت سے خمس خمس ملتا تھا اب کہ وہ نہیں ملتا زکوٰۃ نے عود کیا **اقول** یہ حکایت نہ روایۃً رجیح نہ درایۃً نجیح۔ ہم ابھی بیان کر آئے کہ علت حرمت نص صریح صاحبِ شرع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و تصریحات متظافرہ حاملانِ شرع رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کثافت صدقات و نظافت سادات یعنی بنی ہاشم ہے اور وہ تبدل زمانہ سے متبدل نہیں ہوسکتی اور جو دلیل اس ضعیف قیل پر بیان میں آئی فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اس کی کامل ناتمامی اپنے فتاوٰی یکم جمادی الاولٰی ۱۳۰۶ ہجریہ مندرجہ مجموعۃ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں بحمد اللہ تعالٰی روشن بیانوں سے واضح کر دی اور اُسی میں اٹھارہ دلائل ساطعہ قائم کئے کہ امام اجل ابوجعفر طحاوی قدس سرہٗ کی طرف سے اس روایت مرجوحہ کے اخذ و اختیار کی نسبت ہیں بڑا دھوکا واقع ہوا جن میں سترہ خود کلام امام ممدوح کی شہادات سے ہیں بلکہ وہ بلاشبہ اُسی مذہب حق وظاہر الروایۃ کو بھذا ناخذ فرماتے اور معتمد و مفتی بہ ٹھہراتے ہیں ایک سہل سی عام فہم بات یہ ہے کہ وہی امام ممدوح اپنی اسی کتاب شرح معانی الآثار کی اُسی کتاب اُسی باب اُسی بحث میں جہاں اُن سے اس ترجیح معکوس کا وقوع بتایا جاتا ہے خاص اسی بھذا ناخذ سے متصل صاف صریح تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بنی ہاشم کے غلام تو غلام موالی پر بھی زکوٰۃ حرام اور فرماتے ہیں ہمارے ائمہ سے اس کا خلاف معلوم نہیں سُبحان اللہ، جب اُن کے نزدیک خود بنی ہاشم کے لیے زکوٰۃ حلال تھی تو اُن کے

marfat.com
Marfat.com

غلاموں پر حرام ماننا کیونکر معقول تھا طرفہ یہ کہ یہیں امام طحاوی نے اُس مذہب کو اختیار فرمایا ہے کہ بنی ہاشم پر نہ صرف زکوٰۃ و صدقات واجبہ بلکہ صدقۂ نافلہ بھی حرام ہے اور فرماتے ہیں ہمارے ائمۂ ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول ہے پھر انہیں قائل جواز ماننا کیسا سخت قول بالمحال ہے جسے اس مطلب جلیل کی تنقیح جمیل پر اطلاع منظور ہو فتاویٰ فقیر کی طرف رجوع کرے اور جب یقیناً معلوم کہ وہ روایت شاذہ مذہب اجماعی ائمۂ ثلٰثہ کے خلاف واقع اور تمام متون کا اُس کے خلاف پر اجماع قاطع اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ اُس کی دافع اور دلیل و درایت میں بھی اُس کا حصہ محض ذاہب و ضائع اور فتوائے امام طحاوی یقیناً جانب ظاہر الروایۃ راجع تو اُس پر فتویٰ دینا قطعاً مردود جس سے شرع مطہر جزماً مانع۔ کون نہیں جانتا کہ اطباق متون کی کیسی شان جلیل ہے جس کے سبب بارہا محققین نے جانب خلاف کی صریح تصحیحوں کو قبول نہ کیا نہ کہ اُس طرف تصحیح و ترجیح کا نام بھی نہ ہو نہ کہ صراحۃً امام مجتہد نے اسی جانب پر فتویٰ دیا ہو بااینہمہ اسے چھوڑ کر اُدھر جانا کس قدر موجب عجب شدید ہے۔ درمختار میں ہے قال فی الخانیۃ وعلیہ الفتوی لکن المتون علی الاول فعلیہ المعول کون نہیں جانتا کہ ہنگام اختلاف ظاہر الروایۃ ہی مرجح ہے اگرچہ دونوں مذیل بفتوی ہوں۔ بحر الرائق میں ہے اذا اختلف التصحیح وجب الفحص عن ظاہر الروایۃ والرجوع الیہا علما فرماتے ہیں جو کچھ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے ہمارے ائمہ کا مذہب نہیں ردالمحتار کی کتاب احیاء الموات میں ہے ماخالف ظاہر الروایۃ لیس مذہبا لاصحابنا پھر جبکہ خاص اسی طرف فتویٰ ہو اور اُس جانب کچھ نہیں تو اُدھر چلنا روش فقہی سے کتنا بعید ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قوت دلیل کس قدر موجب تعویل یہاں تک کہ علما فرماتے ہیں لایعدل عن درایۃ ما وافقتہا روایۃ کما فی الغنیۃ شرح المنیۃ وردالمحتار وغیرہما اس تنکیر روایۃ پر نظر کیجئے اور ما نحن فیہ کی حالت دیکھئے جب روایت کی موافقت مانع عدول تو ماہی الروایۃ کا خلاف کیونکر مقبول پھر اس طرف احادیث متواترہ ان سب کے علاوہ جن کی صحت پر ایسا یقین کہ گویا بگوش خویش کلام اقدس حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سُن رہے ہیں میں نہیں کہہ سکتا کہ ان وجوہ کے بعد بھی وہ روایت

Marfat.com

قبول تو قبول التفات ہی کے قابل ٹھہرے لاجرم ملاحظہ کیجئے کہ بکثرت علماء اصحاب متون و شروح و فتاوی اپنے تصانیف عظیمہ جلیلہ معتمدہ مثل قدوری[1] و ہدایہ[2] و وافی[3] و کنز[4] و وقایہ[5] و نقایہ[6] و اصلاح[7] و ملتقی[8] و تنویر[9] و ہدایہ[10] و کافی[11] و شرح وقایہ[12] و ایضاح[13] و اشباہ[14] و درمختار[15] و طریقہ محمدیہ[16] و حدیقہ ندیہ[17] و خانیہ[18] و خلاصہ[19] و خزانۃ المفتین[20] و جواہر اخلاطی[21] و عالمگیری[22] وغیرہا میں اس روایت کا نام تک زبان پر نہ لائے اور طبقۃ فطبقۃ منع و تحریم کی روشن تصریحیں کرتے آئے، کیا وہ اس روایت شاذہ سے آگاہ نہ تھے یقیناً تھے مگر اُسے قابلِ التفات نہ سمجھے اور بیشک وہ اسی قابل تھی۔ یہ باون[52] عبارتیں اور ستائیس[27] حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا بحمد اللہ اس وقت فقیر کے پیشِ نظر ہیں سب کی نقل سے بخوف تطویل دست کشی کی **بالجملہ** اصلاً محل شک و ارتیاب نہیں کہ سادات کرام و بنی ہاشم پر زکوٰۃ یقیناً حرام نہ انہیں لینا جائز نہ دینا جائز نہ ان کے دیئے زکوٰۃ ادا ہو تو انہیں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور ایسے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل اور حیلہ صحت بلکہ قابلیت تمسک سے عاری و عاطل کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کیے ہیں۔ درمختار میں ہے الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع اھ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **رہا یہ** کہ پھر اس زمانۂ پُرآشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات کیونکر ہو **اقول** بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور نذر و ہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں تو اُن کی بے سعادتی ہے وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماوا نہ ملے گا کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انہیں کے صدقے میں اُنہیں کی سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں اُن کی خوشنودی کے لئے اُن کے پاک مبارک بیٹوں پر اُس کا ایک حصّہ صرف کیا کریں کہ اُس سخت حاجت کے دن اُس جواد کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں عظیم اکراموں

marfat.com
Marfat.com

سے مشرف ہوں۔ ابن عساکر امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صنع الی اھل بیتی یدًا کافاتہ علیھا یوم القیمۃ جو میری اہلبیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اُس کا صلہ اُسے عطا فرماؤں گا۔ خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صنع صنیعۃ الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافاتہ اذا لقینی جو شخص اولاد عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دُنیا میں نیکی کرے اُس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا اللہ اکبر اللہ اکبر قیامت کا دن وہ قیامت کا دن وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سا صاحب التاج خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیا کچھ نہال فرمادیں ایک نگاہِ لطف اُن کی جملہ مہمات دو جہان کو بس ہے بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلے سے اعلیٰ و انفس ہے جس کی طرف کلمۂ کریمہ اذا لقینی اشارہ فرماتا ہے بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد اللہ روز قیامت وعدۂ وصال و دیدار محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے۔ مسلمانو اور کیا درکار ہے دوڑو اور اس دولت وسعادت کو لو وباللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمتِ سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے مالِ زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سیّد کی نذر کر دو اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اُس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمتِ سیّد کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا

Marfat.com

ذخیرہ ہندیہ میں ہے اذا اراد ان یکفن میتا من زکوٰۃ مالہ لایجوز والحیلۃ ان یتصدق بہا علی فقیر من اہل المیت ثم ہو یکفن بہ فیکون لہ ثواب الصدقۃ ولاہل المیت ثواب التکفین و کذلک فی جمیع ابواب البر کعمارۃ المساجد وبناء القناطیر الحیلۃ ان یتصدق بمقدار زکاتہ علی فقیر ثم یامرہ بالصرف الی ہذہ الوجوہ فیکون للمتصدق ثواب الصدقۃ وللفقیر ثواب بناء المسجد والقنطرۃ اھ ملخصًا **اقول** ویظہرلی ان ثواب تلک القرب لہما جمیعًا لان من دل علی خیر کان کفاعلہ وقد تواتر عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی نظائرہ تکامل الثواب لکل شریک فی الخیر لاتنقص الشرکۃ من اجورہم شیئًا فہذا الذی حدانی علی الجزم بما سمعت ثم رأیت فی الدر المختار حیلۃ التکفین بہا التصدق علی الفقیر ثم ہو یکفن فیکون الثواب لہما اھ قال الشامی ای ثواب الزکوٰۃ للمزکی وثواب التکفین للفقیر وقد یقال ان ثواب التکفین یثبت للمزکی ایضًا لان الدال علی الخیر کفاعلہ وان اختلف الثواب کما وکیفا اھ **قلت** و اخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لومرت الصدقۃ علی یدی مائۃ لکان لہم من الاجر مثل اجر المبتدئ من غیر ان ینقص من اجرہ شیء اھ فہذا عین ما بحثت وللہ الحمد مگر اس میں وقت اتنی ہے کہ اگر اُس نے نہ مانا تو اُسے کوئی راہ جبر کی نہیں کہ آخر وہ مالک مستقل ہو چکا اُسے اختیار ہے چاہے دے یا نہ دے۔ درمختار میں ہے الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ہذہ الاشیاء وہل لہ ان یخالف امرہ لم ارہ والظاہر نعم روالمحتار

marfat.com
Marfat.com

میں ہے البحث لصاحب النھر وقال لانہ مقتضی صحۃ التملیک قال الرحمتی والظاھر انہ لاشبھۃ فیہ لانہ ملکہ ایاہ عن زکوٰۃ مالہ وشرط علیہ شرطا فاسدا والھبۃ والصدقۃ لاتفسدان بالشرط الفاسد لھٰذا فقیر غفراللہ تعالےٰ لہٗ کے نزدیک اس کا بے خلش طریقہ یہ ہے کہ مثلاً مال زکوٰۃ سے بیس۲۰ روپے سیّد کی نذر یا مسجد میں صرف کیا چاہتا ہے کسی فقیر عاقل بالغ مصرف زکوٰۃ کو کوئی کپڑا مثلاً ٹوپی یا سیر سوا سیر غلہ دکھائے کہ یہ ہم تمہیں دیتے ہیں مگر مفت نہ دیں گے بیس۲۰ روپے کو بیچیں گے یہ روپے تمہیں ہم اپنے پاس سے دیں گے کہ ہمارے مطالبہ میں واپس کر دو وہ خواہی نخواہی راضی ہو جائے گا کہ مجھے تو یہ چیز یعنی کپڑا یا غلہ مفت ہی ہاتھ آئے گا اب بیع شرعی کرکے بیس۲۰ روپے بہ نیت زکوٰۃ اُسے دے جب وہ قابض ہو جائے اپنے مطالبہ ثمن میں لیلے اول تو وہ خود ہی دے دے گا کہ سرے سے اسے ان روپوں کے اپنے پاس رہنے کی امید ہی نہ تھی کہ گرہ سے جاتا سمجھے اُسے تو صرف اُس کپڑے یا غلے کی امید تھی وہ حاصل ہے تو انکار نہ کرے گا اور کرے بھی تو یہ جبراً چھین لے کہ وہ اُس قدر میں اس کا مدیون ہے اور دائن جب اپنے دین کی جنس سے مال مدیون پائے تو بالاتفاق بے اُس کی رضامندی کے لے سکتا ہے اب یہ روپے لے کر بطور خود نذر سید یا بنائے مسجد میں صرف کرے کہ دونوں مرادیں حاصل ہیں۔ درمختار میں ہے یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذھا من دینہ ولو امتنع المدیون مدیدہ واخذھا لکونہ ظفر بجنس حقہ اھ اور فقیر غفراللہ تعالیٰ لہٗ نے اُس مصرف زکوٰۃ کے عاقل بالغ ہونے کی شرط اس لیئے لگائی کہ اس کے ساتھ یہ غبن فاحش کی بایعت بلاتکلف روا ہو اور کپڑے غلے کی تخصیص اس لئے کی کہ

Marfat.com

اگر کچھ پیسے بعوض مدپوں کے بیچنا چاہے گا تو ظاہر مفاد جامع صغیر پر تقابض البدلین شرط ہوگا وہ یہاں حاصل نہیں اگرچہ روایت اصل پر ایک ہی جانب کا قبضہ کافی اور اکثر علما اسی طرف ہیں اور یہی قول منقح کما بیناہ فی البیوع من فتاوانا بل حققنا فیہا ان لا دلالۃ لکلام الجامع الصغیر ایضاً علی اشتراط التقابض وان ظن العلامۃ الشامی ما ظن. بہر حال حتی الوسع محل خلاف سے بچنا احسن اور زر زکوٰۃ پر اُس کا قبضہ کرا کر اپنے مطالبے میں لینے کی قید اس لیے کہ کوئی صدقہ بے قبضہ تمام نہیں ہوتا کما نص علیہ العلماء اور یہ تو پہلے بیان میں آچکا کہ اغنیائے کثیر المال شکر نعمت بجا لائیں۔ ہزاروں روپے فضول خواہش یا دنیوی آسائش یا ظاہری آرائش میں اُٹھانے والے مصارف خیر میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں۔ متوسط الحال بھی ایسی ہی ضرورتوں کی غرض سے خالص خدا ہی کے کام میں صرف کرنے کے لیے ان طریقوں پر اقدام کریں نہ یہ کہ معاذ اللہ اُن کے ذریعہ سے ادائے زکوٰۃ کا نام کرکے روپیہ اپنے خرد برد میں لائیں کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا یکسر ابطال ہے تو گویا اس کا برتنا اپنے رب عزوجل کو فریب دینا ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین واللہ یعلم المفسد من المصلح۔ نسألہ تعالیٰ ان یصلح اعمالنا و یصلح اٰمالنا والحمد للہ رب العلمین واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

---

marfat.com
Marfat.com

مسئلۂ خامسہ

زکوٰۃ کن مصارف میں دینا جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب مصرف زکوٰۃ ہر مسلمان حاجتمند ہے جسے اپنے مال مملوک سے مقدار نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دسترس نہیں بشرطیکہ نہ ہاشمی[1] ہو نہ اپنا شوہر[2] نہ اپنی عورت[3]، اگرچہ طلاق مغلظہ دے دی ہو۔ جب تک عدت سے باہر نہ آئے، نہ وہ جو اپنی اولاد[4] میں ہے جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی نہ وہ[5] جن کی اولاد میں یہ ہے جیسے ماں باپ دادا دادی نانا نانی، اگرچہ یہ اصلی اور فرعی رشتے عیاذاً باللہ بذریعہ زنا ہوں، نہ اپنا[6] یا ان پانچوں[7] قسم[8] میں[9] کسی[10] کا مملوک[11] اگرچہ مکاتب ہو نہ کسی غنی[12] کا غلام غیر مکاتب نہ مرد غنی[13] کا نابالغ بچہ نہ ہاشمی[14] کا آزاد بندہ اور مسلمان حاجتمند کہنے سے کافر[15] و غنی[16] پہلے ہی خارج ہوچکے یہ سولہ شخص ہیں جنہیں زکوٰۃ دینی جائز نہیں ان کے سوا سب کو روا مثلاً[1] ہاشمیہ بلکہ فاطمیہ عورت کا بیٹا جبکہ باپ ہاشمی نہ ہو کہ شرع میں نسب باپ سے ہے۔ بعض متہورین کہ ماں کے سیدانی ہونے سے سید بن بیٹھتے اور باوجود تفہیم اُس پر اصرار کرتے ہیں بحکم حدیث صحیح مستحق لعنت الٰہی ہوتے ہیں والعیاذ باللہ وقد اوضحنا ذالک فی فتاوانا اسی طرح غیر ہاشمی[2] کا آزاد شدہ بندہ اگرچہ خود اپنا ہی ہو یا اپنے[3] اور اپنے اصول و فروع و زوج و زوجہ ہاشمی کے علاوہ کسی غنی کا مکاتب یا زن غنیہ[4] کا نابالغ بچہ اگرچہ یتیم ہو یا اپنے بہن[5] بھائی[6] چچا[7] پھپھی[8] خالہ[9] ماموں[10] بلکہ انہیں دینے میں دونا ثواب ہے زکوٰۃ و صلۂ رحم یا اپنی بہو[11] یا داماد[12] یا ماں کا شوہر[13] یا باپ کی عورت[14] یا اپنے زوج[15] یا زوجہ[16] کی اولاد کہ ان سولہ کو بھی دینا واجب کہ یہ سولہ اُن سولہ سے نہ ہوں۔ ازآں جا کہ انہیں اُن سے مناسبت

Marfat.com

ہے جس کے باعث ممکن تھا کہ ان میں بھی عدم جواز کا وہم جاتا لہذا فقیر نے انہیں بالتخصیص شمار کر دیا اور نصاب مذکور پر دسترس نہ ہونا چند صورت کو شامل ایک یہ کہ سرے سے مال ہی نہ رکھتا ہو اسے مسکین کہتے ہیں دوم مال ہو مگر نصاب سے کم یہ فقیر ہے سوم نصاب بھی ہو مگر حوائج اصلیہ میں مستغرق جیسے مدیون چہارم حوائج سے بھی فارغ ہو مگر اسے دسترس نہیں جیسے ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس خرچ نہ رہا تو بقدر ضرورت زکوٰۃ لے سکتا ہے اس سے زیادہ اُسے لینا روا نہیں یا وہ شخص جس کا مال دوسرے پر دین مؤجل ہے اور ہنوز میعاد نہ آئی اب اُسے کھانے پہننے کی تکلیف ہے تو میعاد آنے تک بقدر حاجت لے سکتا ہے یا وہ جس کا مدیون غائب ہے یا لے کر مکر گیا اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو کہ ان سب صورتوں میں دسترس[1] نہیں بالجملہ مدار کار حاجتمندی بمعنی مذکور پر ہے تو جو نصاب مزبور پر دسترس رکھتا ہے ہرگز زکوٰۃ نہیں پا سکتا اگرچہ غازی ہو یا حاجی یا طالب علم یا مفتی مگر عامل زکوٰۃ جسے حاکم اسلام نے ارباب اموال سے تحصیل زکوٰۃ پر مقرر کیا وہ جب تحصیل کرے تو بحالت غنا بھی بقدر اپنے عمل کے لے سکتا ہے اگر ہاشمی نہ ہو پھر دینے میں تملیک شرط ہے جہاں یہ نہیں جیسے محتاجوں کو بطور اباحت اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دینا یا میت کے کفن دفن میں لگانا یا مسجد کنواں خانقاہ مدرسہ پل سرا وغیرہ بنوانا ان سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اگر ان میں صرف کیا چاہے تو اُس کے وہی حیلے ہیں جو مسئلہ رابعہ میں گزرے ھذا کلہ ملخص ما استقر علیہ الامر فی تنویر الابصار و الدر المختار و رد المحتار و غیرھا من معتبرات الاسفار وقد لخصناہ بتوفیق اللہ احسن تلخیص لعلہ لا یوجد من غیرنا وللہ الحمد

[1] اگر دین معجل ہے خواہ ابتداءً یا یوں کہ جو اجل مقرر ہوئی تھی گزر چکی اور مدیون غنی مقر حاضر ہے تو یہ صورت دسترس کی ہے - ۱۲ منہ

marfat.com
Marfat.com

فمن شك فی شیٔ من هٰذا فلیراجع الاصول التی سمینا ولم نسم نعم لا باس ان نورد نصوص بعض ما یکاد یخفی او یستغرب ففی رد المحتار شمل الولاد بالنکاح والسفاح فلا یدفع الی ولده من الزنا الخ وفیہ تحت قوله او بینهما زوجیة ولو مبانة ای فی العدة ولو بثلث نهر عن معراج الدرایة اھ وفیہ تحت قوله ولا الی مملوك المزکی ولو مکاتبا وکذا مملوك من بینه وبینه قرابة ولادا وزوجیة لما قال فی البحر والفتح الخ وفیہ تحت قوله بخلاف طفل الغنیة فیجوز ای ولو لم یکن له اب بحر عن القنیة اھ وفیہ وقید بالولاد لجوازه لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة ویجوز دفعها لزوجة ابیه وابنه وزوج ابنته تاترخانیه اھ ملخصا وفیہ من کتاب الوصایا تحت قوله الشرف من الام فقط غیر معتبر یؤیده قول الهندیة عن البدائع فثبت ان الحسب والنسب یختص بالاب دون الام اھ فلا تحرم علیه الزکوٰة ولا یکون کفو اللهاشمیة ولا یدخل فی الوقف علی الاشراف ط اھ وفیہ قال فی الفتح ایضا ولا یحل له ای لابن السبیل ان یاخذ اکثر من حاجته قلت وهذا بخلاف الفقیر فانه یحل له ان یاخذ اکثر من حاجته وبهذا فارق ابن السبیل کما افاده فی الذخیرة اھ وفیہ تحت قوله ومنه ما لو کان ماله مؤجلا ای اذا احتاج الی النفقة یجوز له اخذ الزکوٰة قدر کفایته الی حلول الاجل نهر عن الخانیة اھ وفیہ تحت قوله او علی غائب ای ولو کان حالا لعدم تمکنه من اخذه ط اھ وفیہ تحت قوله او معسر او جاحد ولو له بینة فی الاصح فیجوز له الاخذ فی اصح الاقاویل لانه بمنزلة ابن السبیل ولو موسرا معترفا لا یجوز کما فی الخانیة اھ وفیہ تحت قوله وفی سبیل اللہ و

Marfat.com

ھومنقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم وفسرہ فی البدائع بجمیع القرب قال فی النھر والخلاف لفظی للاتفاق علی ان الاصناف کلھم سوی العامل یعطون بشرط الفقر الخ وفیہ تحت قولہ وبھذا التعلیل یقوی ما نسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز لہ اخذ الزکوٰۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ ھذا الفرع مخالف لاطلاقھم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احد ط قلت وھو کذالک والاوجہ تقییدہ بالفقیر الی آخر ما افاد علیہ رحمۃ الجواد واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

—

marfat.com
Marfat.com

مسئلہ سادسہ

میرے کل زیور طلائی سادے اور جڑاؤ میں سونے کا وزن موتی اور نگینے اور لاکھ وغیرہ منہا کرکے ارسٹھ تولے ۲ ماشہ ہے اور زیور نقرئی تین سو اکتالیس تولہ اس صورت میں جو سالانہ زکوٰۃ ہو اُس سے مشرح مطلع کیا جاؤں اور ایک دستور العمل ایسا ہو کہ آئندہ جس قدر اور بنے اُس پر زکوٰۃ بڑھالی جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب سونے چاندی کی نصاب اور اُن پر واجب وعفو کا حساب مسئلہ ثانیہ میں مشرحاً گزرا اور زیادت ونقصان کے تمام احکام بتفصیل تمام مسئلہ ثانیہ وثالثہ میں مبین ہوئے وہ دونوں مسئلے بجائے خود دستور العمل تھے مگر اختلاط زروسیم یعنی دونوں مال کا مالک ہونا البتہ بعض نئے احکام کا موجب ہوتا ہے جن کا بیان اُوپر نہ گزرا لہٰذا فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ بعض ضوابط ضروریہ اور ذکر کرکے دستور العمل کی تکمیل کرتا اور حضرت مستفتی دامت برکاتہ، ودیگر ناظرین منتفعین سے اس کے صلے میں دعائے عفو وعافیت دارین کی تمنا رکھتا ہے **فاقول** وباللہ التوفیق مال جب بشرائط معلومہ نصاب کو پہنچے تو بنفسہ وجوب زکوٰۃ کا سبب اور ایراث حکم میں مستقل ہے جسے اپنے حکم میں دُوسری شے کی حاجت نہیں اور نصاب کے بعد جو خمس نصاب ہے وہ بھی نصاب وسبب ایجاب ہے ہاں جو خمس سے کم ہے وہ اپنے نوع میں مثلاً چاندی یا سونا سونے میں موجب زکوٰۃ نہیں ہوسکتا کہ شرع مطہر نے اُسے عفو رکھا ہے کما قدمنا فی المسئلۃ الثانیۃ اسی طرح جو راس نصاب کو نہیں پہنچا بنفسہٖ سببیت وجوب کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر جب اس نوع کے ساتھ دُوسری نوع بھی ہو یعنی زروسیم مختلط ہوں تو ازانجا کہ وجہ سببیت ثمنیت تھی اور وہ دونوں میں یکساں تو اس حیثیت سے ذہب وفضہ جنس واحد ہیں لہٰذا ہمارے نزدیک جو ایک

Marfat.com

نوع میں موجب زکوٰۃ نہ ہو سکتا تھا خواہ اس لئے کہ نصاب ہی نہ تھا یا اس لئے کہ نصاب کے بعد عفو تھا اس مقدار کو دوسری نوع سے تقویم کرکے ملا دیں گے کہ شاید اب اس کا موجب زکوٰۃ ہونا ظاہر ہو پس اگر اس ضم سے کچھ مقدار زکوٰۃ بڑھے گی بایں معنی کہ نوع ثانی قبل ضم نصاب نہ تھی اس کے ملنے سے نصاب ہو گئی یا اگلی نصاب پر نصاب خمس کی تکمیل ہو گئی تو اسی قدر زکوٰۃ بڑھا دیں گے اور اب اگر کچھ عفو بچا تو وہ حقیقۃً عفو ہو گا ورنہ کچھ نہیں اور اگر ضم کے بعد بھی کوئی مقدار زکوٰۃ زائد نہ ہو تو ظاہر ہو جائے گا کہ یہ اصلاً موجب زکوٰۃ نہ تھا۔ ہدایہ میں ہے تضم قیمۃ العروض الی الذھب والفضۃ حتی یتم النصاب ویضم الذھب الی الفضۃ للمجانسۃ من حیث الثمنیۃ ومن ھذا الوجہ سار سببا ثم یضم بالقیمۃ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح القدیر میں ہے التفق ان یضم احدھما الی الاٰخر فی تکمیل النصاب عندنا تبیین الحقائق میں ہے یضم الذھب الی الفضۃ بالقیمۃ فیکمل بہ النصاب لان الکل جنس واحد خلاصہ میں ہے اصل ھذا ان الذھب یضم الی الفضۃ فی تکمیل النصاب عندنا وھذا استحسان نقایہ میں ہے یضم الذھب الی الفضۃ بالقیمۃ لاتمام النصاب ان عبارات ائمہ و تقریر فقیر سے واضح ہوا کہ یہ ملانا صرف بغرض تکمیل نصاب ہوتا ہے نصاب کہ بنفسہٖ کامل ہے محتاج ضم نہیں کہ خود سبب مستقل ہے تو شرع مطہر اس کے سبب ایک مقدار واجب فرما چکی اب نصاب کو دوسری چیز سے ضم کرنے کا ایجاب تکمیل نصاب نہیں تعطیل نصاب ہے یا یوں کہئے کہ اس ضم سے مقصود تحصیل واجب ہے نہ تبدیل واجب ولہٰذا ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ذہب و فضہ کی کامل نصابوں میں حکم ضم نہیں بلکہ نصاب ذہب پر جدا زکوٰۃ واجب ہوگی اور نصاب فضہ پر جدا ہاں اگر کوئی یہ چاہے کہ میں ایک ہی نوع زکوٰۃ میں دوں اور وہ قیمت لگا کر ضم کرلے تو ہمارے نزدیک کوئی مضائقہ بھی نہیں مگر اس وقت واجب ہوگا کہ تقویم ایسی کرے جس میں فقرا کا نفع زائد ہو مثلاً ایک نقد

marfat.com
Marfat.com

زیادہ راجح ہے دُوسرا کم تو جو راجح تر ہے اُس سے تقویم کرے۔ امام ملک العلما ابو بکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں لو کان کل منہما نصابا تاما بلا زیادۃ لا یجب الضم بل ینبغی ان یؤدی من کل واحد زکاتہ فلو ضم حتی یؤدی کلہ من الذھب او الفضۃ فلا باس بہ عندنا ولکن یجب ان یکون التقویم بما ھو انفع للفقراء رواجا والا یؤدی من کل منہما ربع عشرہ بحمد اللہ اس نفیس تقریر سے یہ فائدے حاصل ہوئے کہ اگر ایک جانب نصاب تام بلا عفو ہے اور دُوسری طرف نصاب سے کم تو یہاں یہی طریقۂ ضم متعین ہوگا کہ اس غیر نصاب کو اُس نصاب سے تقویم کر کے ملا دیں یہ نہ ہوگا کہ نصاب کو تقویم کر کے غیر نصاب سے ملائیں مثلاً چاندی نصاب ہے اور سونا غیر نصاب تو اس سونے کو چاندی کریں گے چاندی کو سونا نہ کریں گے اور عکس ہے تو عکس۔ اسی طرح اگر ایک طرف نصاب تام بلا عفو ہے اور دُوسری جانب نصاب مع عفو تو صرف اس عفو کو اُس نصاب سے ملائیں گے نصاب مع العفو مجموع کو ضم نہ کریں گے کہ محتاج تکمیل صرف وہی عفو ہے نہ نصاب مثلاً ۷ یا ۹ یا ۱۲ تولے سونا اور ۶۰ تولے چاندی ہے جس میں ۷۔ تولے چاندی عفو ہے تو صرف اس ۷۔ تولے چاندی کو سونا کریں گے نہ مجموع ۶۰ تولے کو یوں ہی اگر دونوں جانب عفو ہے تو صرف ان عفووں کو باہم ملائیں گے دونوں طرف کی نصابیں الگ نکال لیں گے ہندیہ میں ہے لو فضل من النصابین اقل من اربعۃ مثاقیل واقل من اربعین درھما فانہ تضم احدی الزیادتین الی الاخری حتی یتم اربعین درھما او اربعۃ مثاقیل ذھب کذا فی المضمرات پس ثابت ہوا کہ قابل ضم وہی ہے جو خود نصاب نہیں۔ پھر اگر یہ قابلیت ایک ہی طرف ہے جب تو طریقۂ ضم آپ ہی متعین ہوگا کما سبق اور دونوں جانب ہے تو البتہ یہ امر غور طلب ہوگا کہ اب ان میں کس کو کس سے تقویم کریں کہ دونوں صلاحیت ضم رکھتے ہیں اس میں کثرت وقلت کی وجہ سے ترجیح نہ ہوگی کہ خواہی نخواہی قلیل ہی کو کثیر سے

Marfat.com

ضم کریں کثیر کو نہ کریں کہ جب نصابیت نہیں تو قلیل و کثیر دونوں احتیاج تکمیل میں یکساں
ردالمحتار میں ہے لا فرق بین ضم الاقل الی الاکثر وعکسہ بلکہ حکم یہ ہوگا کہ جو تقویم
فقیروں کے لیے انفع ہو اُسے اختیار کریں اگر سونے کو چاندی کرنے میں فقرا کا نفع زیادہ ہے
تو وہی طریقہ برتیں اور چاندی کو سونا ٹھہرانے میں فقرا کا نفع زیادہ ہے تو یہی ٹھہرائیں اور دونوں
صورتیں نفع میں یکساں تو مزکی کو اختیار۔ درمختار میں ہے لو بلغ احدھما نصابا دون
الآخر تعین ما یبلغ بہ ولو بلغ باحدھما نصابا وخمسا وبالآخر اقل قومہ
بالانفع للفقیر سراج اھ وفی ردالمحتار عن النہر عن الفتح یتعین ما یبلغ نصابا دون
ما لا یبلغ فان بلغ بکل منہما واحدھما اروج تعین التقویم بالاروج اھ وفی
شرح النقایۃ للقہستانی وان تساویا فالمالک مخیر جب یہ امور ممہد ہوئے
تمام صورتوں کے احکام معلوم ہو گئے کہ اختلاط زر و سیم انہیں تین حال میں منحصر۔ یا کسی کی طرف
کوئی مقدار قابل ضم نہ ہوگی اور یہ جبھی ہوگا کہ دونوں نصاب ہوں اور دونوں بے عفو
اس کا حکم اول ہی گزرا کہ ہر ایک کی زکوٰۃ جُدا واجب ہوگی اور ایک ہی نوع سے دینا
چاہے تو نفع فقرا کا لحاظ واجب یا صرف ایک طرف مقدار قابل ضم ہوگی یہ یوں ہی ہوگا
کہ ایک نصاب بلا عفو ہو اور دُوسرا اصلاً غیر نصاب یا نصاب مع العفو تو اس کی دو صورتیں
نکلیں ان کا ضابطہ بھی معلوم ہو چکا کہ خاص اُسی قابل ضم کو دُوسرے کے ساتھ تقویم کریں گے
یا دونوں طرف مقدار قابل ضم ہو یہ اس طرح ہوگا کہ دونوں نصاب سے کم یا ایک کم اور
ایک میں عفو یا دونوں میں عفو تو اس کی تین صورتیں ہوئیں ان کا ضابطہ بھی مذکور ہوا کہ جو
مقداریں دونوں طرف قابل ضم ہیں انہیں کو آپس میں ملائیں گے اور نفع فقرا کا لحاظ رکھیں گے
یعنی جس تقویم میں زیادہ مالیت واجب الادا ہو وہی اختیار کریں گے اور مالیت برابر ہو تو
جس نقد کا رواج زیادہ ہے اُسے لیں گے اور قدر و رواج سب یکساں ہوں تو اختیار دیں گے

marfat.com
Marfat.com

جدول اختلاطات زر و سیم مع اشارۂ احکام

ذہب / نقرہ	نصاب سے کم	نصاب بے عفو[1]	نصاب باعفو
نصاب سے کم	دونوں کا کل بلحاظ انفع ملائیں۔	چاندی کو سونا کریں	سونے کا عفو اور چاندی کا کل بلحاظ انفع ملائیں۔
نصلب بے عفو	سونے کو چاندی کریں	ہر ایک کی جدا زکوٰۃ اور ملانا ہی ہو تو لحاظ انفع	سونے کے عفو کو چاندی کریں
نصاب باعفو	چاندی کا عفو اور سونے کا کل بلحاظ انفع ملائیں	چاندی کے عفو کو سونا کریں	دونوں عفووں کو بلحاظ انفع ملائیں

ہر چند اس بیان و جدول نے مسئلہ واضح کر دیا مگر بوجہ پیچیدگی عام مسلمین کے لئے ان دونوں ضابطوں میں ایضاح امثلہ کی بے شک ضرورت لہٰذا فقیر غفرلہٗ المولی القدیر پھر جانب تفصیل عنان گردانی کرتا ہے وباللہ التوفیق **شرح ضابطۂ اولےٰ** چاندی سونے میں جب ایک نصاب تام بلا عفو ہو اور دوسرا نصاب نہ ہو خواہ کُلّاً یعنی سرے سے نصاب تک پہنچا ہی نہ ہو یا بعضاً یعنی نصاب کے بعد جو عفو بچا ہو اس غیر نصاب کل یا بعض کو اُس دُوسرے کے ساتھ ضم کریں گے مثلاً چاندی کل یا بعض غیر نصاب ہے تو اسے بلحاظ قیمت سونا قرار دے کر سونے کے نصاب سے

---

[1] اس مثلث نہ خانۂ احکام کا خانۂ قطب وہ صورت ہے جس میں اصلاً حکم ضم نہیں۔ اور اُس کے چاروں خانۂ آتشی بادی آبی خاکی متعلق ضابطۂ اولیٰ اور باقی چاروں خانے کہ چاروں گوشوں پر ہیں متعلق ضابطۂ ثانیہ ۱۲ منہ

Marfat.com

ملائیں گے اور سونا کل یا بعض غیر نصاب ہے تو اُسے چاندی سے۔ تو ضابطہ اولیٰ کی دو صورتیں بعد بسط چار ہو گئیں جیسا کہ مطالعہ جدول سے واضح ہوا ہوگا۔ اب ہم بعد ضم دیکھیں گے کچھ زکوٰۃ بڑھی یا نہیں اگر اب[۱] بھی نہ بڑھی تو وہ غیر نصاب عفو مطلق تھا کہ کسی طرح موجب زکوٰۃ نہ ہوا اور بڑھی تو یا کچھ عفو نہ بچے گا[۲] اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ یہ غیر نصاب جو اپنی نوع میں ناموجب زکوٰۃ نظر آتا تھا حقیقۃً بالکل موجب تھا یا قدرے[۳] بچے گا تو ثابت ہوگا کہ واقع میں اسی قدر عفو ہے باقی پر زکوٰۃ۔ تو یہ تین حالتیں ہوئیں جنہیں اُن چار میں ضرب دینے سے بارہ صورتیں نکلیں۔ اب ہر ایک کی مثال لیجئے اور حساب کے لئے فرض کیجئے کہ تولہ بھر سونے کی قیمت چوبیس[۲۴] تولے چاندی ہے اور تولہ بھر چاندی کی چار رتی سونا **مثال[۱]** ایک شخص کے پاس ۵۲ تولے چاندی اور سوا پانچ ماشے سونا ہے تو چاندی نصاب تام بلا عفو ہے اور سونا کُل غیر نصاب لہٰذا سونے کو چاندی کر کے چاندی سے ملایا یعنی بلحاظ قیمت دیکھا کہ اس قدر سونے کی کتنی چاندی ہوتی نرخ مذکور پر یہ سونا ۱۰ تولے چاندی کا ہوا تو گویا وہ ۵۲ تولے چاندی ۵ ماشہ سونے کا مالک نہیں بلکہ ۶۳ تولے چاندی کا مالک ہے یہ چاندی کی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس پوری ہوئی جس پر عفو کچھ نہ بچا **مثال[۲]** اسی صورت میں ۱۰ ماشہ سونا فرض کیجئے جس کے ۲۰ تولے چاندی تو گویا ۷۲ تولے چاندی کا مالک ہے جس میں وہی نصاب کامل و نصاب خمس نکل کر ۹ تولے چاندی عفو بچی کہ خمس نصاب سے کم ہے یہ عفو حقیقی ہوا یعنی سونے کو چاندی سے ضم نہ کرتے تو بوجہ عدم نصاب بالکل عفو نظر آتا تھا ضم کرنے سے کھل گیا کہ اُس میں صرف ۷ ماشے سونا جس کی ۹ تولے چاندی ہوئی عفو ہے باقی پر زکوٰۃ واجب۔ **مثال[۳]** صورت مسطورہ میں صرف ۵ ماشے سونا مانئے تو کُل عفو رہے گا کہ اس کی دس ہی تولے چاندی ہوئی اور مال جبتک نصاب کے بعد خمس نصاب تک نہ پہنچے عفو ہے اور چاندی میں خمس ۱۰ تولے ہے **مثال[۴]** اسی صورت میں ۷ تولے ۱۱ ماشے سونا لیجئے تو ۷ تولے سونا تو نصاب کامل ہے اُس کے بعد ۵ ماشے عفو نظر آتا ہے بس اسی قدر کو چاندی سے ضم کریں گے اور ایک نصاب زر اور ایک نصاب و خمس

marfat.com
Marfat.com

نصاب سیم کی زکوٰۃ واجب مانیں گے جس میں عفو کچھ نہ رہا **مثال ۵** اسی صورت میں اگر ۸ تولے ۴ ماشے سونا ہے تو بدلیل مثال دوم وہی ۱۰ ماشے سونا عفو رہے گا **مثال ۶** ، ۷ تولے ۱۱ ماشے سونا ہے تو نصاب زر سے جتنا زیادہ ہے یعنی ۵ ماشے سب عفو مطلق ہے کہ بعد ضم بھی زکوٰۃ نہیں بڑھاتا ان ۶ مثالوں میں چاندی نصاب تام بلا عفو تھی اور سونا قابل ضم پہلی تین میں راساً نصاب سے کم اور پچھلی تین میں عفو۔ اب وہ مثال لیجئے کہ سونا نصاب تام بلا عفو اور چاندی انہیں دو وجہوں پر قابل ضم **مثال ۷** ایک شخص ۷. تولے سونے ۳۶ تولے چاندی کا مالک ہے تو چاندی کلاً غیر نصاب ہے۔ اسے بحساب قیمت سونا کیا تو ۱. تولے ہوا یہ پوری نصاب خمس ہے تو سونے کی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس ہوئی اور عفو اصلاً نہ بچا **مثال ۸** اسی صورت میں چاندی ۵۰ تولے رکھئے تو ۱۴ تولے عفو رہے گی کہ ۳۶ تولے سونے کی نصاب خمس ہوگئی ۱۴ تولے کا ۷ ماشے سونا ہوا کہ خمس سے کم ہے وہ عفو رہا **مثال ۹** اسی صورت میں چاندی ۳۰ تولے فرض کیجئے تو کل عفو ہے کہ اس کا سوا ہی تولے سونا ہوا تو بعد ضم بھی کچھ نہ بڑھا **مثال ۱۰ و ۱۱ و ۱۲**

اب ہمیں وہ تین صورتیں بیان کرنی رہیں جن میں سونا نصاب بے عفو ہو اور چاندی نصاب با عفو جس کے عفو کو سونے سے ملائیں تو جب بھی عفو ہے یا کچھ زکوٰۃ واجب کرے کچھ عفو بچے یا بالکل زکوٰۃ واجب کرے یہ پچھلی دو صورتیں بظاہر محال عادی نظر آتی ہیں کہ نصاب میں عفو وہی ہوتا ہے جو خمس سے کم ہو اور نصاب کے بعد زکوٰۃ وہی واجب کرتا ہے جو خمس تک پہنچے تو ان صورتوں کا وقوع جب ہی ہوگا کہ ۱۰ تولے سے کم چاندی ۱. تولے سونے کے برابر یا اس سے بھی زائد ہو مگر یہ عادۃً ہو نہیں سکتا بلکہ ۱۰ تولے یا اس سے کچھ زیادہ چاندی تولہ بھر سونے کی قیمت کو بھی نہیں پہنچتی تو بادی النظر میں یہاں صرف صورت اولیٰ ہی قابل وقوع ہے یعنی عفو سیم کو نصاب ذہب سے جب ملائیے عفو ہی رہے مگر ایک نفیس و شریف و جلیل و لطیف قاعدہ معلوم کرنے سے کھل جائے گا کہ دو صورتیں بھی قابل وقوع ہیں اس با عظمت قاعدے کا جاننا نہ صرف انہیں صورتوں کے لئے ضرور ہے بلکہ جو اہل زکوٰۃ زر و سیم دونوں قسم کے مالک ہوں

Marfat.com

اور عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں اُن سب پر اُس کا علم فرض عین ہے کہ اُس کے نہ جاننے میں بہت غلطیاں اور خرابی و زیاں واقع ہوتے ہیں لوگ اکثر سمجھ لیتے ہیں ہم زکوٰۃ ادا کر چکے اور در واقع میں مطالبہ باقی ہوتا ہے وہ ضروری **قاعدہ عظیم الفائدہ واجب الحفظ** یہ ہے کہ اگرچہ زر و سیم کی قیمت و وزن باہم اکثر مختلف ہوتے ہیں خصوصاً جبکہ صنعت کا قدم درمیان ہو مثلاً ممکن کہ تولہ بھر سونے کا کوئی گہنا صناعی کے سبب پچاس روپے کی قیمت کا ہو اگرچہ ایک تولے سونے کی قیمت پچیس[۲۵] ہی روپیہ ہو یا تولہ بھر چاندی کی چیز چار روپے کو بکے اگرچہ چاندی ایک ہی روپیہ تولہ ہو دہلی کی سادہ کاریوں میں یہ بات خوب واضح ہوتی ہے یوں ہی جب مال ہارتا ہو تو قیمت وزن سے گھٹ جاتی ہے کما لا یخفی مگر شرع مطہر نے سونے چاندی میں وجوباً و اداءً ہر طرح وزن ہی کا اعتبار فرمایا ہے نہ قیمت کا مثلاً کسی کے پاس صرف ۷ تولے سونے کا گہنا ہے کہ قیمت میں ۷.۵ تولے تک پہنچتا ہے یا اس سے بھی زائد ہوتا ہے اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ وزن ۷.۵ تولے کامل نہ ہوا یا ۷.۵ تولے ہارتے سونے کا مال ہے کہ قیمت میں ۷ تولے سونے سے بھی کم ہے اُس پر زکوٰۃ واجب کہ وزن نصاب پورا ہے یا ایک شخص کے پاس ۷.۵ تولے سونے کا زیور ہے جو بوجہ صنعت ۱۵ تولے سونے کی قیمت ہے اس پر صرف ۲ ماشہ سونا واجب ہوگا کہ وزن کا چالیسواں حصہ ہے نہ ۴.۵ ماشہ کہ قیمت کا ۱/۴۰ ہے یا ۱۵ تولے وزن کی چیز قیمت میں ۷.۵ تولے کے برابر ہے تو باعتبار وزن ۴.۵ ماشہ سونا دینا ہوگا بلحاظ قیمت ۲ ماشہ دیے سے نہ چھوٹے گا یہ تو وجوباً اعتبار وزن ہوا اور اداءً کی یہ صورت کہ مثلاً اس پر ۲ ماشہ سونا واجب الادا تھا اس نے اُس کے بدلے ۲ ماشے نفیس کندن کہ قیمت میں ۲ ماشے سونے کے برابر بلکہ زائد تھا ادا کیا تو عہدہ برآ نہ ہوا کہ واجب کا وزن پورا نہ ہوا اور ہارتا سونا ۲ ماشے دے دیا جو قیمت میں ڈیڑھ[۲] ہی ماشے کے برابر تھا تو ادا ہو گیا اگرچہ اس میں کراہت ہے لقولہ عزوجل ولستم باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ درمختار میں ہے المعتبر وزنھما اداءً و وجوبا لا قیمتھما ردالمحتار میں ہے

marfat.com
Marfat.com

یعنی یعتبر فی الوجوب ان یبلغ وزنہا نصابا نحو حتی لوکان لہ ابریق ذھب اوفضۃ وزنہ عشرۃ مثاقیل اومائۃ درھم وقیمتہ لصیاغتہ عشرون اومائتان لم یجب فیہ شئ اجماعاً قہستانی اُسی میں ہے لولہ ابریق فضۃ وزنہ مائۃ وقیمتہ بصیاغتہ مائتان لا تجب الزکوٰۃ باعتبار القیمۃ لان الجودۃ والصنعۃ فی اموال الربا لا قیمۃ لہا عند انفرادھا ولا عند المقابلۃ بجنسہا اُسی میں ہے یعتبر ان یکون المؤدی قدر الواجب وزنا فلو ادی عن خمسۃ جیدۃ خمسۃ زیوفا قیمتہا اربعۃ جیدۃ جاز وکرہ ولو اربعۃ جیدۃ قیمتہا خمسۃ ردیئۃ لم یجز اھ ملخصا مگر جب ان میں ایک کو دُوسرے سے تقویم کریں مثلاً چاندی کو سونے اور سونے کو چاندی سے جیسا کہ ضم کی صورتوں میں دیکھے آئے تو بالاجماع قیمت کا اعتبار ہے کہ جودت وصنعت خلاف جنس کے مقابلہ میں بالاجماع قیمت پاتی ہے مثلا ۱۲ تولے چاندی کا گہنا ہے اور قیمت میں ۲۴ تولے چاندی کے برابر ہے اب اس کی قیمت سونے سے لگائیے گا تو بلحاظ قیمت پُورا تولہ بھر سونا ہوگا نہ بلحاظ وزن ۱۰ ماشہ ولہٰذا جس کے پاس ۲۰۰ تولے چاندی کا زیور چار سو روپے کا قیمتی ہو جس پر ۵ تولے چاندی واجب ہے وہ اگر ۵ تولے چاندی دے دیگا ادا ہو جائے گا اور ۵ تولے چاندی کی قیمت کا سونا دے گا ہرگز ادا نہ ہوگا بلکہ ۱۰ تولے چاندی کا قیمتی سونا دینا آئے گا۔ ردالمحتار میں ہے عدم اعتبار الجودۃ انما ھو عند المقابلۃ بالجنس اما عند المقابلۃ بخلافہ فتعتبر اتفاقاً اُسی میں ہے لوکان لہ ابریق فضۃ وزنہ مائتان وقیمتہ ثلث مائۃ ان ادی خمسۃ من عینہ او من غیرہ جاز وا جمعوا انہ لو ادی من خلاف جنسہ اعتبرت القیمۃ حتی لوادی من الذھب ما تبلغ قیمتہ خمسۃ دراھم من غیر الاناء لم یجز فی قولہم لتقوم الجودۃ عند المقابلۃ بخلاف الجنس کذا فی المعراج نہر اھ ملخصاً جب یہ قاعدہ معلوم ہوگیا تو اب ان دو صورتوں

Marfat.com

کی مثالیں بھی واضح ہو گئیں مثلاً ایک شخص کے پاس ۷۔ تولے سونا ہے اور ۶۱۔ تولے چاندی کا گہنا ہے جو بوجہ صناعی چوگنی قیمت کا ہے اس میں ۵۲۔ تولے چاندی تو نصاب کامل ہو گئی ۹ تولے بچی وہ عفو نظر آتی ہے اسے بلحاظ قیمت سونے سے ملایا تو یہ ۹ تولے بسبب صنعت ۳۶ تولے کی قیمت میں ہے جس کا ۱۱ تولے سونا ہوا کہ خمس نصاب زر ہے تو ایک نصاب سیم اور ایک نصاب و خمس نصاب زر کی زکوٰۃ واجب ہوئی اور عفو کچھ نہ بچا اور اسی صورت میں ۶۲ تولے چاندی ہے تو ماشہ بھر سونا کہ اس ۶ ماشے چاندی کی قیمت ہو عفو رہے گا کما لا یخفی واللہ تعالیٰ اعلم **شرح ضابطۂ ثانیہ** ملاحظۂ جدول سے یہ بھی کھلا ہوگا کہ دونوں جانب مقدار قابل ضم ہونے کی تین صورتیں بھی عند البسط چار ہو گئیں یعنی چاندی سونا دونوں غیر نصاب یا دونوں نصاب مع العفو یا چاندی غیر نصاب اور سونے میں عفو یا سونا غیر نصاب اور چاندی میں عفو۔ پھر ہر صورت چھ حال سے خالی نہیں (۱) یہ کہ بعد ضم بھی اصلاً زکوٰۃ نہ بڑھے یعنی خواہ قابل ضم چاندی کو سونا کیجئے یا قابل ضم سونے کو چاندی کسی طرح یہ مقدار موجب زکوٰۃ نہ ہو اس صورت میں وہ عفو حقیقی رہے گا مثلاً ایک شخص ۲۰ تولے چاندی اور ایک تولے سونے کا مالک ہے چاندی کو سونا کیجئے تو کل سونا ایک تولہ ۱۰ ماشے ہوا اور سونے کو چاندی تو کل چاندی ۴۴ تولے نہ اتنا سونا موجب زکوٰۃ نہ اتنی چاندی (۲) سونے کو چاندی کیجئے تو نصاب بنے اور چاندی کو سونا کیجئے تو نہ بنے مثلاً ۱۰ تولے چاندی ۵ تولے سونا ہے سونے کو چاندی کیا تو کل چاندی ۱۳۰ تولے ہوئی کہ دو نصاب کامل اور دو نصاب خمس اور ۴ تولے عفو ہے اور چاندی کو سونا کیا تو کل ۵ تولے ۵ ماشے سونا ہوا کہ نصاب تک بھی نہ پہنچا لہٰذا سب کو چاندی ٹھہرائیں گے (۳) اس کا عکس کہ چاندی کو سونا کرنے سے نصاب بنے اور سونے کو چاندی کرنے سے نہ بنے مثلاً ۷ تولے ۷ ماشے سونا اور ۵۰ تولے چاندی ہے ۷ تولے سونا تو نصاب کامل ہو کر الگ ہو گیا بچا ایک ماشہ سونا اور وہ عفو ہے اور ادھر ۵۰ تولے چاندی یہ بے نصاب ہے انہیں دونوں کا باہم میل ہونا ہے اب اگر ماشے بھر سونے

marfat.com
Marfat.com

کو چاندی کرتے ہیں تو کُل چاندی ۵۲ تولے آتی ہے یہ نصاب بھی نہ ہوئی اور چاندی کو سونا کرتے ہیں تو یہ کُل سونا ۲ تولے ۲ ماشے ہوتا ہے کہ ۱۔ تولہ نصاب خمس ہو کر موجب زکوٰۃ ہوگا اور باقی ۸ ماشے عفو رہے گا (۴) دونوں سے نصاب بنے مگر چاندی فقرا کے لئے انفع ہو مثلاً ۷ تولے سونا ۲۴ تولے چاندی کہ سونا کیجئے تو ۸ تولے ۹ ماشے ہوا۔ ۷۔ تولے پر زکوٰۃ اور ۱ تولہ عفو تو صرف ۲ ماشے سونا دینا ہوگا جس کی قیمت ۴۔ تولہ چاندی اور چاندی کیجئے تو ۱۰۲ تولے ہوئی کہ پوری چار نصاب بلا عفو ہے جس پر ۵ تولے چاندی واجب تو چاندی کرنے میں فقرا کو ۹ ماشے چاندی زیادہ ملے گی (۵) سونا انفع ہو جیسے ۷ تولے سونا ۴۸ تولے چاندی کہ چاندی کیجئے تو چار نصاب کامل کے بعد ۶ تولے عفو رہے گی اور صرف ۵ تولے چاندی دینی ہوگی جس کی قیمت ۲ ماشے ۵ سرخ سونا اور سونا کیجئے تو پورا ۹ تولے ہوا ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس بلا عفو ہے جس پر ۲ ماشے ۵ ۳/۵ سرخ سونا واجب تو سونا کرنے میں فقرا کو ۳/۵ سرخ سونا زیادہ جائے گا۔ (۶) دونوں یکساں ہوں مثلاً فرض کیجئے تولہ بھر سونے کی قیمت ۱۲ تولے چاندی ہے اور یہ شخص ۲۴ تولے چاندی ۵۔ تولے سونے کا مالک ہے اگر چاندی کو سونا کرتے ہیں تو ۷۔ تولے یعنی ایک نصاب کامل ہوا جس پر ۲ ماشے سونا قیمتی ۳ تولہ ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی کا واجب ہوا اور سونے کو چاندی کیجئے تو ۸۴ تولے ۶ ماشے چاندی یعنی تین نصاب کامل ہوئی جس پر ۳ تولے ۱۱ ماشے ۲ سرخ چاندی قیمتی ۲ ماشہ سونے کی واجب ہوئی ہر طرح حاصل ایک ہی رہتا ہے اس صورت میں مزکی کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں جس سے چاہے تقویم کرے بشرطیکہ دونوں رواج میں یکساں ہوں ورنہ رائج تر متعین ہوگا اس ضابطہ کی چار صورتوں میں ان چھ حالتوں کو ضرب دیجئے تو چوبیس ہوتی ہیں جس کے امثلہ کی پوری تفصیل موجب تطویل اور جبکہ ہم ہر صورت کی ایک مثال لکھ چکے وضوح مسئلہ بحمداللہ اپنے منتہی کو پہنچا جس کے بعد زیادہ اطالت کی حاجت نہیں اب بحمداللہ یہ دستور العمل کامل و مکمل ہوگیا کہ عالم میں کوئی اختلاط زر و سیم ان ۲۷ صورتوں سے خارج نہیں ہو سکتا ایک صورت دوفق

Marfat.com

جانب کمالِ نصاب بلاعفو کی اور ۱۲ صورتیں ضابطۂ اولی اور ۲۴ ضابطۂ ثانیہ کی اور دو۲ صورتیں کہ صرف چاندی کا مالک ہو یا صرف سونے کا ان کے احکام مسئلہ ثانیہ میں واضح ہو چکے انتالیس ہوئیں چالیسویں صورت کہ سونا چاندی کچھ نہ رکھتا ہو اس کا حکم خود واضح۔

اب یہ مسائل بحمد اللہ تعالٰی تمام صور کے بیان احکام کو کافی ووافی ہو گئے انہیں سے آئندہ کی زیادت ونقصان کے احکام نکل آئیں گے کہ آخر بڑھ کر انہیں سینتیس۳۷ صورتوں سے ایک میں رہے گا غایت یہ کہ تبدیل صورت ہو جائے مثلاً پہلے جو مال تھا ضابطۂ اولی کی صورت یکم پر تھا اب بڑھ کر ضابطۂ ثانیہ یا اولے کی دوم یا اول الصور پر ہو گیا وعلی ہذا القیاس۔ یوں ہی گھٹ کر ۴۰ صورتوں سے باہر نہ جائے گا تو کوئی حکم ایسا نہیں جسے یہ مسائل نہ بتائیں۔ زیادت ونقصان میں کہاں زکوٰۃ گھٹے بڑھے گی کہاں نہیں یہ مسئلہ ثانیہ وثالثہ سے دیکھ لیجیے۔ امید کرتا ہوں کہ یہ شرح وایضاح بحول الفتاح اسی تحریر فقیر کا حصۂ خاصہ ہو والحمد للہ رب العلمین۔ **اب صورت جزئیہ مسئول عنہا کا حکم** نکالنا کتنی بات ہے ۶۸ تولے ۲ ماشے سونا نکلا اور ۱۴۲۳ تولے چاندی اول ہر ایک کی نصابیں الگ نکال لیجیے ۶۸ تولے ۲ ماشہ میں سونے کی ۹ نصابیں کامل ہوئیں جن پر ایک تولہ ۸ ماشہ ۲ سرخ سونا واجب ہوا اور ۸ ماشے فاضل بچا کہ اپنی نصاب میں عفو ہے ۱۴۲۳ تولے میں ۲۱۵ تولے کی چھ نصابیں کامل جن پر ۷ تولے ۱۰ ماشے ۴ سرخ چاندی واجب اور ۲ تولے کی دو۲ نصاب خمس ہوئیں جن پر ۶ ماشہ ۲ ۲/۵ سرخ واجب ان کا مجموعہ ۸ تولے ۴ ماشے ۶ ۲/۵ سرخ ہوا اور مال میں ۵ تولے چاندی فاضل رہی کہ اپنی نوع میں عفو ہے اب یہ صورت ضابطۂ ثانیہ کی ہوئی کہ دونوں جانب ایک ایک قسم عفو قابل ضم موجود ہے اس میں ان چھ حالتوں کی جانچ باقی رہی چاندی کو سونا کیجیے تو ۵ تولے چاندی عام نرخ سے اس قابل نہیں کہ ۱۰ ماشے سونے کی قیمت کو پہنچے جو اس ۸ ماشہ سے مل کر خمس نصاب ذہب یعنی ۱۸ تولہ سونا بنائے اور زکوٰۃ واجب کرے اب سونے کو چاندی کیجیے تو آج کل کے بھاؤ سے[1] ۸ ماشہ سونا بیشک ۱۶ تولے چاندی سے کچھ زیادہ ہی کا ہے

---

[1] نرخ باختلاف اعصار بھی مختلف ہوتا ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com
Marfat.com

تو وہ اس ۵ تولے چاندی سے ملکر ۱۲ تولے چاندی مع شئے زائد ہوگا یہ دو نصاب خمس اور حاصل ہوئیں جن پر ۶ ماشے ۲ ۴/۵ سرخ چاندی اور بڑھی تو یوں ہی کریں گے اور ۸ ۶ تولے سونے ۱۴ ۴ تولے چاندی پرا تولہ ۸ ماشہ ۲ سرخ سونا اور ۴ تولے ۱۱ ماشے ۱/۵ سرخ چاندی واجب مانیں گے ۱/۵ سرخ کے معنی رتی کے چار خمس جسے تقریباً ایک رتی چاندی کہئے یہ عام بھاؤ کے اعتبار سے ہر اور اگر بوجہ صنعت نفس مال کے کوئی قیمت بڑھ گئ ہو تو اس کا حساب مالک کو معلوم ہوگا اس کے لئے وہ قاعدہ ضروریہ واجب الحفظ ہم اُوپر لکھ ہی چکے۔ غرض للہ الحمد والمنۃ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے بتوفیق المولی سبحانہ وتعالےٰ ان مسائل کو ایسی شرح وتکمیل وبسط جلیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ شاید اُن کی نظیر کتب میں نہ ملے امید کرتا ہوں جو شخص ان سب کو بغور کامل۔۔۔ سمجھ لے گا وہ ہزارہا مسائل زکوٰۃ کا حکم ایسا بیان کرے گا جیسے کوئی عالم محقق بیان کرے جن مسائل میں فقیر نے آج کل کے بعض مدعیان فقاہت وتحدیث بلکہ امامت فنون فقہ وحدیث کو فاحش غلطیاں کرتے دیکھا کم علم آدمی جو ان تحریرات فقیر کو بہ نہج احسن سمجھ لے گا انشاء اللہ تعالےٰ بے تکلف صحیح وصاف ادا کرے گا مگر حاشا ہرگز اُردو زبان جان کر اپنی فہم پر قناعت نہ کرے کہ نازک یا غور طلب بات جو آدمی کی اپنی استعداد سے ورا ہو کسی زبان میں کیسی ہی واضح ادا کی جائے پھر نازک ہے بلکہ واجب کہ کسی عالم کامل سے ان مسائل کو پڑھ لے تاکہ بحول اللہ تعالےٰ اس باب میں خود عالم کامل ہوجائے واستغفر اللہ العظیم الاعظم مما جری علی لسان القلم و صلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولانا محمد النبی الاکرم وآلہ وصحبہ وبارک وسلم واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اگر وہاں ۸ ماشے سونا ۱۲ تولے چاندی سے کم کا ہو تو نصب فضہ میں ایک نصاب خمس کم ہو جائے گی جس کے سبب مقدار واجب سے ۳ ماشہ ۱ ۱/۵ سرخ چاندی گھٹا دیں گے ۱۲ منہ

Marfat.com

مسئلہ سابعہ

صحیح تعداد زکوٰۃ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے جو ہر سال مقدار واجب سے کم زکوٰۃ میں دیا گیا ہے وہ محسوب زکوٰۃ ہوا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب بیشک محسوب ہوا کہ ادائے زکوٰۃ کی نیت ضرور ہے مقدار واجب کا صحیح معلوم ہونا شرائط صحت سے نہیں غایت یہ کہ ایک جزء واجب کے ادا میں تاخیر ہوئی اس سے مذہب راجح پر گناہ سہی زکوٰۃ مؤدی کی نفی صحت تو نہیں والامر بین غنی عن التبیین پس ہر سال جتنا زکوٰۃ میں دیا وہ قطعاً ادا ہوا اور جو باقی رہتا گیا وہ اُس پر دین ہوتا گیا حتی کہ اگر کسی نصاب سے معاف ہو جائے گا تو اُسی قدر مقدار واجب گھٹ جائے گی۔ تشریح اس کی یہ ہے دَین عبد (یعنی بندوں میں جس کا کوئی مطالبہ کرنے والا ہو اگرچہ دَین حقیقۃً اللہ عزوجل کا ہو جیسے دَین زکوٰۃ جس کا حق مطالبہ بادشاہِ اسلام اعز اللہ نصرہ کو ہے) انسان کے حوائج اصلیہ سے ہے ایسا دَین جس قدر ہوگا اُتنا مال مشغول بحاجت اصلیہ قرار دے کر کالعدم ٹھہرے گا اور باقی پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر بقدر نصاب ہو مثلاً ہزار روپے پر حولان حول ہوا اور اُس پر پانسو قرض ہیں تو پانسو پر زکوٰۃ آئے گی اور ساڑھے نو سو دَین ہے تو اصلاً نہیں کہ باقی قدر نصاب سے کم ہے۔ درمختار میں ہے لا زکوٰۃ علی من یون للعبد بقدر دینه فیزکی الزائد ان بلغ نصاباً اُسی میں ہے فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد سواء کان للہ تعالیٰ کزکوٰۃ وخراج او للعبد الخ ردالمحتار میں ہے المطالب هنا السلطان تقدیراً لان الطلب له فی زکوٰۃ السوائم وکذا فی غیرها لمبطل حقه عن الاخذ اھ ملخصاً فافهم فیه یوں ہی دوسو چالیس درم شرعی کہ ایک نصاب کامل وایک نصاب خمس ہے ردوسو درم کی ۵۲. تولے چاندی

marfat.com
Marfat.com

ہوئی اور چالیس کی ۱۰ تولے) ان پر چھ درم شرعی زکوٰۃ کے واجب اگر مالک جہلاً یا سہواً یا عمداً ہر سال پانچ درم[1] دیا کیا تو سال اول ایک درم زکوٰۃ کا اُس پہ دین رہا دوسرے سال وہ گویا دو سو اُنتالیس[۲۳۹] ہی درم کی جمع رکھتا ہے کہ ایک درم مشغول بہ دین ہے تو نصاب خمس کہ دوسو کے بعد چالیس درم کامل تھی جاتی رہی اور اس سال صرف دوسو درم کی زکوٰۃ یعنی پانچ ہی درم واجب ہوئے پس وہ جب تک ایک درم مذکور ادا نہ کرے یا سال تمام پہ اُس کی حاجت سے فارغ ایک درم اور جمع نہ ہو جائے جب تک اُس پہ یہی پانچ درم واجب ہُوا کریں گے البتہ ادائے دین زکوٰۃ کی تاخیر سے گنہگار ہوگا اور یہ گناہ اصرار کے بعد کبیرہ ہو جائے گا والعیاذ باللہ تعالےٰ اور اگر صورت مذکورہ میں فرض کیجئے کہ وہ ہر سال ایک ہی درم دیتا رہا تو سال اوّل اُس پر پانچ درم زکوٰۃ کے دین رہے سال دوم میں گویا صرف دوسو پینتیس[۲۳۵] جمع ہیں اس سال وہی پانچ ہوئے اور دیا ایک ہی تو اب چار اور قرض ہو کر نو درم دین ہو گئے۔ تیسرے سال تیرہ چوتھے میں سترہ یوں ہی ہر سال دین زکوٰۃ میں چار چار بڑھتے جائیں گے اور واجب وہی پانچ ہوتے رہیں گے کہ دوسو سے دوسو اُنتالیس تک پانچ ہی درم ہیں جب سال دہم میں اکتالیس درم دین ہو جائیں گے تو گیارہویں سال اُس پر زکوٰۃ ہی نہ ہوگی کہ جمع صرف ایک سو ننانوے ٹھہریں گے کہ نصاب سے کم ہیں سال یازدہم بھی اگر اُس نے ایک درم حسب دستور دے دیا تو پھر پانچ درم واجب ہو جائیں گے کہ اب دین میں صرف چالیس درم رہے اور دوسو پورے جمع قرار پائے وعلیٰ ہذا القیاس۔ غرض سنین ماضیہ میں کم دینے والا اس تفتیش حساب کو خوب سمجھ کر جتنا دین اُس کے ذمے نکلے فی الفور ادا کرے ردالمحتار میں ہے لو کان لہ نصاب حال علیہ حولان ولم یزکیہ فیہما لا زکوٰۃ علیہ فی الحول الثانی واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] یعنی اپنی آمدنی سے دیتا رہا اور جمع اُسی قدر قائم رہی نہ کم ہوئی نہ زائد ۱۲ منہ

Marfat.com

marfat.com